ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جولائی 2021ء جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 07

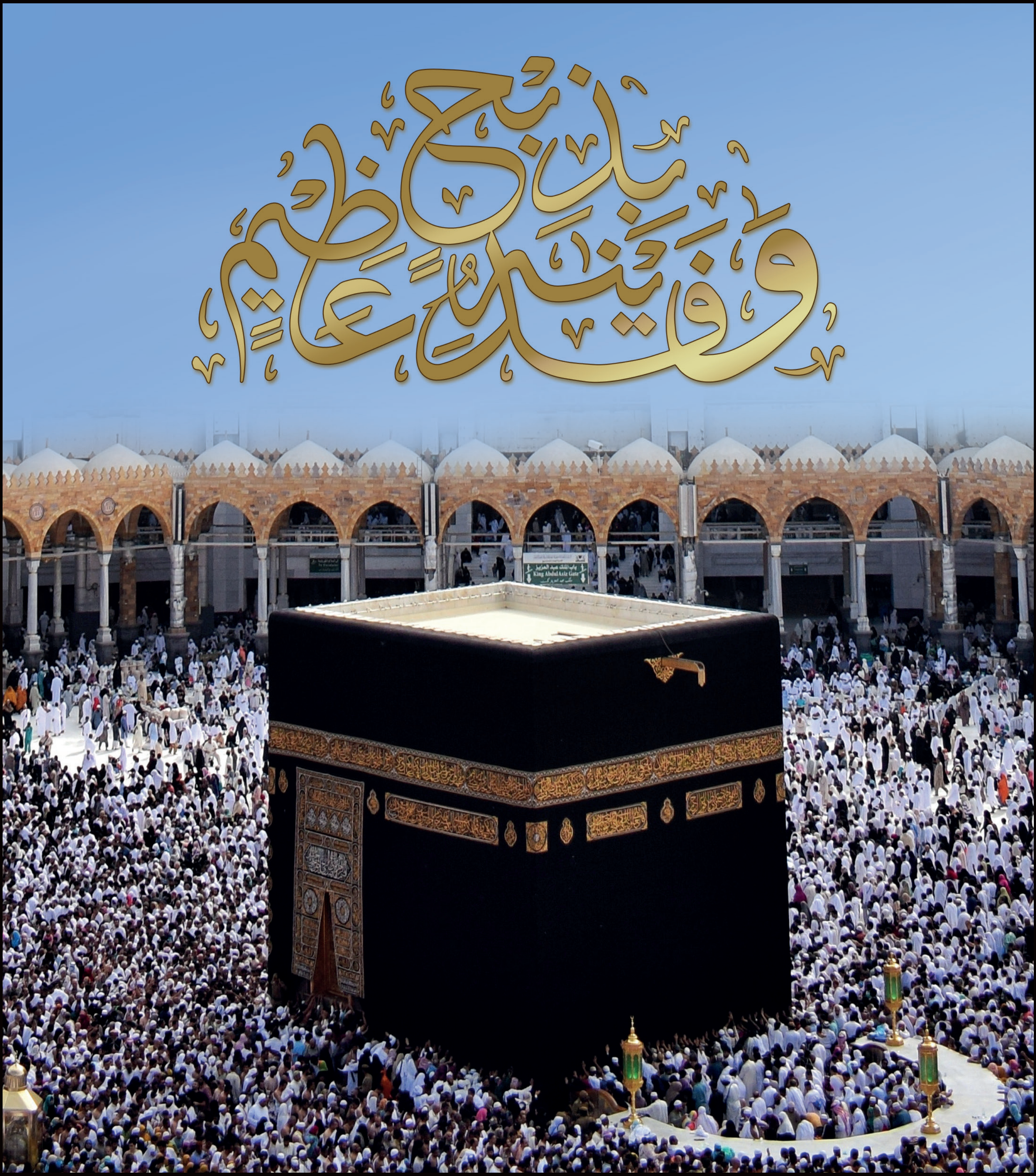

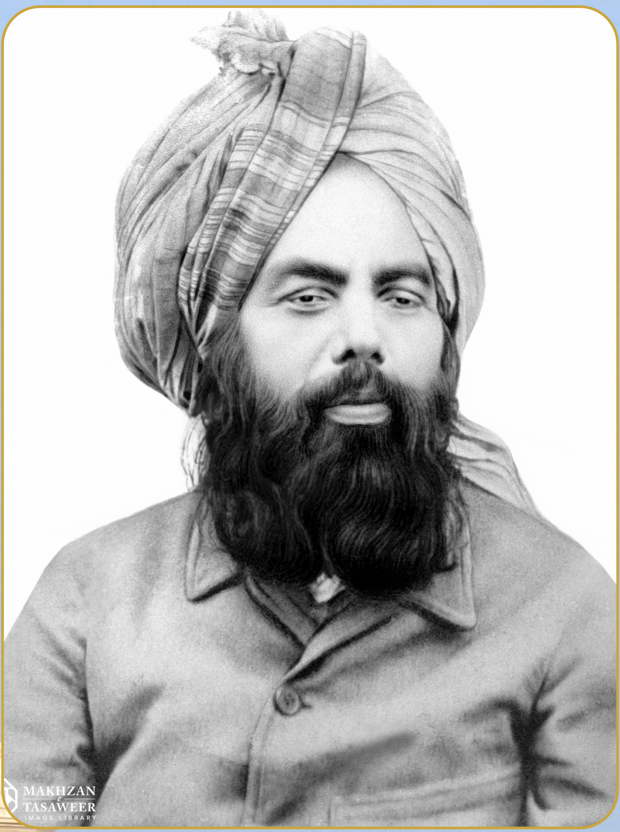

اخلاص اور وفاداری

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پس یاد رکھو کہ وہ چیز جو انسان کی قدر و قیمت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھاتی ہے وہ اس کا اخلاص اور وفاداری ہے جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے ورنہ مجاہدات خشک سے کیا ہوتا ہے؟ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے کہ ایسے ایسے لوگ بھی مجاہدات کرتے تھے جو چھت سے رسہ باندھ کر آپ کو ساری رات جاگنے کے لیے لٹکا رکھتے تھے لیکن کیا وہ ان مجاہدات سے آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہو گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔

نامرد، بزدل، بیوفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے ساری قیمت اور شرف وفا سے ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو شرف اور درجہ ملا وہ کس بناء پر ملا؟ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰٓى (النجم:38) ابراہیم وہ جس نے ہمارے ساتھ وفاداری کی، آگ میں ڈالے گئے مگر انہوں نے اس کو منظور نہ کیا کہ وہ ان کافروں کو کہہ دیتے کہ تمہارے ٹھاکروں کی پُوجا کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے لیے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ انہوں نے فی الفور اس کو قبول کر لیا ہر ایک ابتلا کو انہوں نے اس طرح پر قبول کر لیا کہ گویا عاشق اللہ تھا۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی“

”اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں وفا نہ ہو تو اُن کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا اس وقت تک اس کی نمازیں بھی جہنم ہی کو لے جانے والی ہوتی ہے جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے اس وقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا ہے دُور ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 516، 517)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

وفا شعار حضرت ابراہیم علیہ السلام

قرآن کریم اور بائبل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر بڑی محبت اور عظمت کے ساتھ ہوا ہے اور آپ کو عطا کئے جانے والے انعامات کی تفصیل بھی بیان ہوئی ہے۔ اس تناظر میں عام انسان سوچتا ہے کہ آخر اس قدر انعام و اکرام اور الطاف و عنایات کیوں؟ تو اس کا جواب قرآن کریم نے یوں دیا ہے، فرمایا:

اور جب ابراہیم کو اس کے ربّ نے بعض کلمات سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر دیا تو اُس نے کہا میں یقیناً تجھے لوگوں کے لئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں۔ (البقرہ:125)

گویا کسی کو ملنے والا عظیم مقام دراصل اُس کی اُتنی ہی عظیم قربانیوں کا ثمر ہوتا ہے اور اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹّی میں سے کامیابی کے ساتھ گزر چکا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جہاد زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر امتحانوں کا دور عین جوانی میں ہی شروع ہو گیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے توحید کے قیام کی ذمہ داری آپ پر ڈالی تو آپ کے دل میں ایسی شمع روشن کی کہ آپؑ پر صنم خانوں کو توحید کے نور سے منور کرنے کی دُھن سوار ہوگئی۔ چنانچہ اس راہ میں آپ کبھی اپنے رشتہ داروں کے مظالم کا نشانہ بنے تو کبھی اپنی قوم کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ بادشاہ وقت کے سامنے بھی پہنچ کر لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کرنے سے دریغ نہ کیا تو اس جذبہ تبلیغ کی پاداش میں آپ کو شعلہ زن آگ میں بھی پھینکا گیا۔ آپ کی آزمائش کا سلسلہ اُس وقت اپنے عروج کو پہنچا جب آپ اپنے بڑھاپے کی اولاد، اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی خاطر ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اُس لمحہ ایک بوڑھے باپ کی کیا کیفیت ہوگی، اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے مگر آپ بڑی بشاشت سے ایسا کر رہے تھے۔ پھر اسی معصوم بچے کو اس کی والدہ کے ہمراہ بے آب و گیاہ صحراء میں بے سرو سامانی کے عالَم میں چھوڑ آنا، ماں بچے کے لئے تو آزمائش تھی ہی، لیکن بوڑھے باپ وفا شعار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھی کوئی کم امتحان نہ تھا۔

یہ وہ قربانیاں تھیں اور یہ وہ امتحان تھے جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کامل وفا اور صدق و صفا کے ساتھ گزرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے خطاب سے نوازا اور امّت مسلمہ جیسی بہترین اُمّت کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جوڑ کر نیز درود شریف میں آپؑ کا نام نامی شامل کر کے آپ کو ہمیشہ کے لئے اَمر کر دیا نیز فرمایا کہ تمہارے لئے ابراہیمؑ میں ایک اسوہ حسنہ ہے اور وہ یہ کہ اگر ہم بھی حسنات میں ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں بھی آپ علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وفا کی ایسی ہی داستانیں رقم کرنا ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون ان الفاظ میں ہمیں سمجھایا ہے:

”خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو قرب حاصل کیا اس کی وجہ یہی تھی۔ چنانچہ فرمایا ہے اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِيۡ وَفّٰۤی ابراہیم وہ ابراہیم جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت کو چاہتا ہے جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو طیار نہ ہو جاوے اور اس کی ذلت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو طیار نہ ہو، یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔“ (الحکم 17 مارچ 1903ء صفحہ 1)

لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ
ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

ذوالقعدہ/ذوالحجہ 1442 ہجری قمری | جولائی 2021ء | جلد نمبر 22 | شمارہ نمبر 07 | وفا 1400 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرکات: اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اُسے بچالیا
06	نظم: ترے کُوچہ میں کِن راہوں سے آؤں
07	ایک عظیم قربانی کی یاد
09	خطبہ جمعہ: ذبحِ عظیم کی بصیرت افروز تفسیر
14	ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی سالانہ عالمی کانفرنس
15	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مدلّل اور مؤثر اندازِ تبلیغ
19	سُرخی کے چھینٹوں کا عظیم الشان الٰہی نشان
21	دلچسپ سائنسی خبریں
22	فیشٹا شہر
23	جماعت احمدیہ فیشٹا
25	مسجد بیت القادر: فیشٹا 'زمین کی خرید سے سنگ بنیاد تک'
30	مسجد بیت القادر فیشٹا: 'تعمیر سے افتتاح تک'
39	مسجد بیت القادر کے لئے قربانی کرنے والے احباب و خواتین
40	ادرک: خوش ذائقہ غذا، مفید دواء
41	غزل
42	ادبی صفحہ: پڑیے گر بیمار
43	اپنی کہانی اپنی زبانی
46	فارسی ڈیسک جرمنی
47	مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب شہید کی نمازِ جنازہ و تدفین
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں
https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیران
محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین
سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد، ریاض محمود باجوہ

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق
احسان اللہ ظفر

مینیجر
سید افتخار احمد

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

07

09

04

25

26

41

30

46

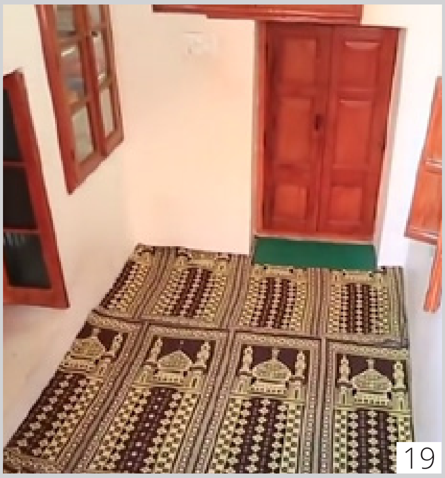
19

40

قال اللہ جلّ جلالہٗ

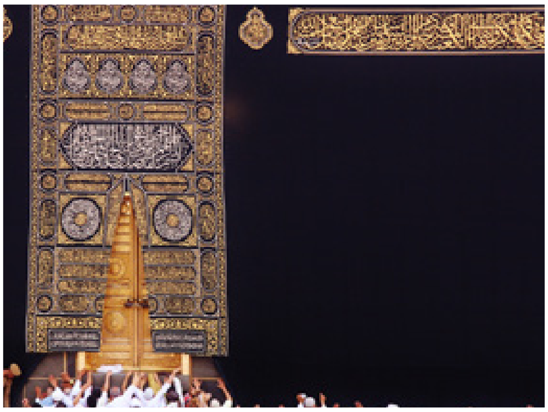

قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۞ اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الۡبَلٰٓـؤُا الۡمُبِیۡنُ ۞

وَ فَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ ۞ وَ تَرَکۡنَا عَلَیۡہِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ۞

(الصّٰٓفّٰت:106-109)

یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اُسے بچا لیا۔
اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا اَبُو النَّضۡرِ حَدَّثَنَا الۡفَرَجُ حَدَّثَنَا لُقۡمَانُ بۡنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعۡتُ اَبَا اُمَامَةَ قَالَ قُلۡتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَا کَانَ اَوَّلُ بَدۡءِ اَمۡرِكَ قَالَ دَعۡوَةُ اَبِی اِبۡرَاھِیمَ وَبُشۡرَی عِیسَی وَرَاَتۡ اُمِّی اَنَّہُ یَخۡرُجُ مِنۡهَا نُورٌ اَضَاءَتۡ مِنۡهَا قُصُورُ الشَّامِ۔

(مُسند احمد بن حنبلؒ مترجم)

حضرت امامہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ کا آغاز کیا ہے؟ نبیؑ نے فرمایا میرے باپ حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت اور میری والدہ نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نُور نکلا۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درحقیقت اس دن میں بڑا سِرّ یہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا، آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خداتعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اُس کی اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی خفیف نظر آوے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے، کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گویا خُون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو، بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا۔ اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کیے جاویں، تو ان کی راحت ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 327، ایڈیشن 1988ء)

اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اُسے بچالیا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

دیکھو حضرت ابراہیمؑ پر کیسا بڑا ابتلاء آیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور اس چھری کو اپنے بیٹے کی گردان پر اپنی طرف سے پھیر دیا مگر آگے بکرا تھا۔ ابراہیم امتحان میں پاس ہوا۔ اور خداتعالیٰ نے بیٹے کو بھی بچا لیا۔ تب خداتعالیٰ ابراہیم پر خوش ہوا کہ اُس نے اپنی طرف سے کوئی فرق نہ رکھا یہ خداتعالیٰ کا فضل تھا کہ بیٹا بچ گیا ورنہ ابراہیم نے اس کو ذبح کر دیا تھا۔ اس واسطے اس کو صادق کا خطاب ملا۔ اور توریت میں لکھا ہے کہ خداتعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ تو آسمان کے ستاروں کی طرف نظر کر کیا تو ان کو گن سکتا ہے۔ اسی طرح تیری اولاد بھی نہ گنی جائے گی۔ تھوڑے سے وقت کی تکلیف تھی وہ تو گذر گئی۔ اس کے نتیجہ میں کس قدر انعام ملا۔ آج تمام سادات اور قریش اور یہود اور دیگر اقوام اپنے آپ کو ابراہیم کا فرزند کہتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 416، 417)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی پھر اس کا پھل دیکھو کس قدر ملا۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بنا پر جس کی تاویل ہوسکتی تھی حضرت ابراہیم نے اپنے خلوص کے اظہار کے لئے جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ پھر خدا نے اس کی نسل کو کس قدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آ سکتی۔ اسی نسل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین رسول کرکے بھیجا جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھیرا جس کی امت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوئے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے۔ یہاں تک کہ مسیح موعود جو خاتم الخلفاء ٹھیرایا گیا ہے وہ بھی اسی امت میں پیدا ہوا۔ (الحکم نمبر 5 جلد 8 10/فروری 1903ء صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قرآنی تشریح کے مطابق یہ قربانی ظالمانہ اور وحشیانہ نہیں تھی۔ بلکہ پُرمغز اور بامعنی قربانی تھی جس سے آج تک دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اور اب بھی اسمٰعیلؑ کے ذریعہ اس بے آب و گیاہ جنگل میں خدائے واحد کا نام بلند کیا جاتا ہے۔ چنانچہ لاکھوں آدمی حج کے موقعہ پر اس وادی غیر ذی زرع میں جمع ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر شخص بلند آواز سے کہتا ہے کہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔ یعنی اے میرے خدا میں حاضر ہوں۔ جس طرح کہ ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تیری توحید کو پھیلانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ (تفسیر کبیر جلد 7 زیر آیت وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتٰب مبین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

آپ کی دعا یہی تھی کہ آپ کو ایسے بچے عطا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے اسی طرح اپنی گردنیں رکھ دیں جس طرح باقی جانوروں کی گردنیں چھری کے نیچے رکھی جاتی ہیں اور چونکہ آپ اس عہد میں پختہ اور اپنی نیت میں مخلص تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ایک نمونہ قائم کرنا چاہا۔ بڑھاپے کی عمر (چھیاسی سال کی عمر) میں آپ کے ہاں پہلا بچہ پیدا ہوا جس غرض کے لئے اس بچے کی خواہش کی گئی تھی، اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھولے نہیں تھے۔ بلکہ پہلے دن سے ہی آپ نے اپنے اس بچے کی تربیت ایسے رنگ میں شروع کی کہ اس نے اپنی زندگی خداتعالیٰ کی راہ میں وقف کی تھی اور جب ذبح عظیم کا وقت آیا یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک انتہائی قربانی آپ سے لینی چاہی۔ تا دنیا کے لئے اور خصوصاً آپ کی نسل کے لئے ایک بے مثال نمونہ قائم ہوجائے۔ (خطبات ناصر جلد 10 ص 120)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

پس یہاں وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ بکرا بڑا عظیم تھا جس کے ذریعے ہم نے اسماعیل کو بچایا۔ مراد ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا دور بڑا عظیم ہے جس میں ایک نہیں سینکڑوں ہزاروں بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی قیامت تک لاکھوں کروڑوں انسان اسماعیل کی طرح اپنی گردنیں پیش کریں گے اور ان کی گردنیں قبول کی جائیں گی، ان کا خون زمین میں بہایا جائے گا۔ یہ وہ ذبح عظیم ہے جس کی طرف بھی آیت اشارہ فرما رہی ہے اور جزاء محسنین کی جزا یہ بنی ہے۔ ایک بیٹے کی قربانی پر حضرت ابراہیمؑ آمادہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے قربانیوں کا ایک سلسلہ جاری فرمادیا، تا قیامت نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری فرمادیا۔

(خطبات عیدین خطبہ عیدالاضحیہ 18 اپریل 1997 ص 621-620)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ضائع نہیں کیا بلکہ اسی نسل میں سے ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرمایا جو خاتم الانبیاء کہلایا۔ اور اب کوئی نہیں جو اس کا دامن پکڑے بغیر خدا تک پہنچ سکے۔ اور پھر اس نبی نے بھی قربانی کے وہ اعلیٰ معیار قائم فرمائے اور پہلوں سے بڑھ کر قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے اور ایک تسلسل سے زندگی کے آخری لمحے تک قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم فرماتے چلے گئے۔ تو یہ ذبحِ عظیم تھی جس کے نمونے دکھانے کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان بھی بخشی گئی تھی اور جن کی نسل میں سے وہ عظیم قربانی کرنے والا پیدا ہوا اور یہی نہیں بلکہ آپ کی قوت قدسیہ سے آپ کے صحابہ میں بھی تسلسل سے قربانیاں کرتے چلے جانے کے معیار قائم ہوتے چلے گئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 15 جنوری 2016 ص 14)

ترے کُوچہ میں کِن راہوں سے آؤں

ترے کُوچہ میں کِن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خُودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
مَیں اِس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اُڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مُردے جلاوے
ثمر ہے دُور کا کب غیر کھاوے
چلو اُوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
غریقِ عشق وہ موتی اُٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے
خودی اور خود روی کب اُس کو بھاوے
مجھے تو نے یہ دَولت اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین۔ 'بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

ایک عظیم قربانی کی یاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال عید الاضحیٰ کا خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

آج عید الاضحیٰ ہے۔ وہ عید جو قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ تمام مسلمان دنیا میں اسے بڑے شوق سے آج منا رہے ہیں اور وقت کے فرق کے ساتھ بعض جگہ کل بھی منائیں گے۔ اس قربانی کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے یا اس واقعے کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے جو چار ہزار سال سے بھی زائد عرصہ پہلے ہوا تھا مسلمان ابتدائے اسلام سے اس قربانی کی عید کو مناتے چلے آ رہے ہیں اور اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ایک مومن کے دل میں اس قربانی کی اہمیت اور اس کی یاد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی نہ ہوتی ہے۔ ہاں بے شک ایسے بے شمار لوگ ہوں گے جو صرف ایک خوشی کی تقریب کے طور پر اس عید کو یاد رکھتے ہیں، اس کا انتظار کرتے ہیں اور اسے مناتے ہیں۔ جو صرف دکھاوے اور خوشی کے اظہار کے لیے جانوروں کی قربانیاں بھی کرتے ہیں لیکن ایک مومن ایک قربانی کو یاد رکھتا ہے، اس قربانی کی اہمیت کو یاد رکھتا ہے اور اس قربانی کی روح کو یاد رکھتا ہے اور اس طرح یاد رکھتا ہے جس طرح یاد رکھنا چاہیے اور اس کا حق ہے۔ ایک مومن کے دل کو یہ قربانی کا واقعہ جس کا اظہار باپ بیٹے نے ہزاروں سال پہلے کیا تھا جذباتی کر دیتا ہے۔ عموماً انسان اپنی تکلیفیں یا غم اس غم یا تکلیف سے نکلنے کے کچھ عرصے بعد بھول جاتا ہے، یاد نہیں رہتا کہ کس غم اور تکلیف سے میں گزرا تھا، پھر دنیا میں مصروف ہو جاتا ہے۔ لیکن اس واقعے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں محفوظ کر کے قربانی کا ایک معیار ہمیشہ کے لیے قائم فرما دیا اور پھر ایک مومن کو اس معیار کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی ہدایت فرما کر ایک مومن کے لیے، ایک مسلمان کے لیے اس کی یاد تا قیامت قائم کر دی ہے۔ کیا اعلیٰ معیار ہے کہ آج بھی جب ہم اس واقعہ کو سنتے ہیں اس پر غور کرتے ہیں تو دل جذبات سے بھر جاتا ہے۔

یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک شخص کو بڑھاپے میں اولاد عطا ہوتی ہے اور اس کی عمر بھی اس وقت نوّے سال کی یا اس کے قریب ہو جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب میں حکم ہوتا ہے کہ اپنے لڑکے کو ذبح کر دو اور اس حکم پر اس کے ظاہری معنی لیتے ہوئے وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کا یہ کیا ہی اعلیٰ معیار ہے، کیا ہی اعلیٰ مقام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ اس حکم کو سن کے اس لڑکے کو لٹا کر پھر چھری پھیرنے کو تیار ہو گئے۔ اور پھر باپ ہی اس قربانی کے لیے تیار نہیں ہوا کہ اس کا ایک روحانی مقام تھا، باپ جو تھا وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ مقام پر پہنچا ہوا تھا بلکہ اس بیٹے نے بھی بچہ ہونے کے باوجود اس بات کو تسلیم کر لیا کہ ٹھیک ہے اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں ذبح کیا جاؤں تو میں حاضر ہوں۔ اس بچے کے جواب کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں محفوظ کر لیا اور اس بچے کا یہ جواب کہ يٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ (الصافات:103) اے میرے باپ! جو کچھ خدا کہتا ہے وہی کر۔ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا اور صبر کرنے والا دیکھے گا۔

قربانی دینے والوں اور خوشی سے قربانی دینے والوں اور اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان لانے والوں کے لیے یہ جواب بھی ایک مثال بن گیا اور نوجوانوں کو بھی بتا گیا کہ یہ ہونے چاہئیں خداتعالیٰ پر کامل ایمان رکھنے والوں اور قربانی کے لیے تیار رہنے والوں کے جواب اور معیار۔ پس اگر ہم غور کریں تو کون ہے جو اس جواب سے متاثر نہ ہو۔ بوڑھوں کے لیے قربانی دینے کی مثال قائم کی نوّے سالہ بوڑھے نے۔ بچوں اور نوجوانوں کے لیے مثال قائم کی ایک بچے نے۔ پس یقیناً جب ہم یہ واقعات سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں تو سب جذبات سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اکثر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں مگر ہمارے لیے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں اس کے ساتھ اپنے اس عہد کہ ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گا اس کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کی قربانی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم پر تیار ہو جانا اس لحاظ سے اَور بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے بلکہ صرف تیار ہو جانا نہیں بلکہ عملاً اسے لٹا کر اس کی گردن پر چھری رکھ دینا کہ جب ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نرم طبیعت کو دیکھتے ہیں ان کا دل دشمنوں کے لیے بھی نرمی سے بھرا ہوا تھا، برداشت نہیں تھا کہ دشمن کو بھی تکلیف ہو اور اس نرم دلی کا ایسا معیار تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاص صفت قرار دے کر قرآن کریم میں محفوظ کر لیا اور حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرمایا کہ وہ حلیمٌ اور اَوَّاہٌ تھا، بہت نرم دل تھا، دل رحم سے بھرا ہوا تھا اور جب یہ حالت تھی تو کیا ان کے دل میں بیٹے کے لیے درد پیدا نہ ہوا ہو گا؟ یقیناً پیدا ہوا ہو گا لیکن اس وقت اپنے اس ذاتی درد اور محبت کو ایک طرف رکھ کر انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کو ہر چیز پر مقدم کر لیا اور اس چیز نے انہیں دوسروں سے پھر ممتاز بھی کر دیا اور یہی امتیاز ہے اور اللہ تعالیٰ سے وفا اور محبت اور قربانی دینے کا یہ معیار ہے جس کی وجہ سے تاقیامت جب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ضرور ہو گا۔

اور صرف یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی نہیں ہے بلکہ جیسا کہ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے دلی خوشی کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی قربانی کے لیے تیار ہوئے اور اس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے اور ان کو بھی دوسروں سے ان کی یہ قربانی کا معیار ممتاز کر گیا۔ وہ کیوں اس قربانی کے لیے تیار ہوئے؟ اس لیے کہ انہیں خداتعالیٰ سے محبت کا خاص ادراک حاصل ہوا تھا۔ ان کے اندر اس ادراک کی وجہ سے یہ جذبہ پیدا ہوا کہ یہ قربانی ہماری ترقی کا موجب ہے، باپ میں بھی اور بیٹے میں بھی۔ پس ہم جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعات سن کر جذباتی ہوتے ہیں اور ہماری آنکھوں میں نمی آتی ہے تو اس لیے کہ ہمارے ذہن میں اس واقعے کا تصور ایک جذباتی کیفیت پیدا کر دیتا ہے لیکن شاید ہم میں سے اکثریت کے دل اس معیار اور اس کیفیت کو نہ پا سکیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اس وقت تھا۔ اس وقت ان کو خیال تھا تو صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے لیے چن کر مجھ سے ایک قربانی مانگی ہے اور اس کے عوض مجھے کیا مل رہا ہے۔ مجھے میرے خدا کا، میرے محبوب کا قرب عطا ہو رہا ہے۔ یہ سوچ تھی کہ خداتعالیٰ میرے قریب ہو رہا ہے اور پھر یہ صرف سوچ ہی نہیں تھی بلکہ ہر مسلمان جانتا ہے، ہر قرآن پڑھنے والا جانتا ہے، ہر درود پڑھنے والا جانتا ہے کہ خداتعالیٰ نے اس قربانی کو یاد رکھا اور قیامت تک کے لیے امر کر دیا۔ آپ علیہ السلام کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے ایک امتیازی نشان بنا دیا اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے درد اور غم کے جذبات پر اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو غالب کر لیا کہ خداتعالیٰ نے اس قربانی کے لیے مجھے چنا ہے۔ میرا احسان نہیں کہ میں اپنے بیٹے کی قربانی دے رہا ہوں یا میرے بیٹے کا کوئی احسان نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کے لیے تیار ہے بلکہ یہ کہ مجھے اور میرے بیٹے کو اس قربانی کے لیے چنا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا احسان۔ قربانی کر کے اس سوچ کو دل و دماغ پر حاوی کیا کہ میری قربانی کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ خداتعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس قربانی دینے کے قابل سمجھا۔ پس ہم جب ہر قربانی کے لیے تیار رہنے کا عہد کرتے ہیں تو ہمیں بھی اس سوچ کو اپنے دل و دماغ پر حاوی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری قربانی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اگر ہم سے کوئی قربانی لے اور اس کے نتیجے میں خداتعالیٰ کا قرب عطا ہو اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہماری قربانیوں کی اس قربانی کے مقابلے پر کچھ بھی حیثیت نہیں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دی یا جس کے لیے وہ تیار ہوئے۔ ہم تو اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد پر ذرا سا بھی عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ بے شمار احمدی اس کا تجربہ رکھتے ہیں۔ بے شمار خطوط مجھے اس بارے میں آتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی معمولی قربانی کو بھی نوازا۔ مالی قربانی کرتے ہیں تو چند گھنٹوں میں اس کا اجر انہیں مل جاتا ہے یا اور بھی اس طرح کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ پس یہ جذبہ عارضی نہیں ہونا چاہیے بلکہ مستقل ہونا چاہیے۔ صرف ایک دفعہ ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں سے فیضیاب نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی خواہش اور اس کے لیے کوشش زندگی کا مستقل حصہ بن جائے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں اور یہ کوشش ہے جو پھر آگے جاگ لگاتی چلی جاتی ہے، نیکیوں کے اثر آگے اگلی نسلوں پر نظر آتے چلے جاتے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کی سوچ پھر ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ بیوی بچوں کو بھی یہی ادراک ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کی رضا کا حصول اور اس کا قرب پانا ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ پس یہ ماحول گھروں میں پیدا کرنے کے لیے دعاؤں اور عمل کی ضرورت ہے۔

(خطبہ عید الاضحی فرمودہ 31 جولائی 2020ء، الفضل انٹرنیشنل 27 نومبر 2020ء)

ذبحِ عظیم کی بصیرت افروز تفسیر

(خطبہ عید الاضحیہ 28 ستمبر 1982ء بمقام مسجد فضل لندن کے انگریزی متن کا ترجمہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۞ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۞ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ۞ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۞ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ۞ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۞ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ۞ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۞ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۞ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۞ (الصّٰفّٰت:103-112)

پھر فرمایا:

اسلام میں تہوار منانے کے طریق دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے طریق سے مختلف ہیں۔ یہ فرق کئی پہلوؤں سے ہے لیکن میں نے اپنی بات واضح کرنے کے لئے آج ایک پہلو کو لیا ہے۔ اسلام میں کسی تہوار کو منانے کے پس پردہ جو حکمت ہے وہ دیگر ایسی تقریبات کی فلاسفی سے مختلف ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ہم پہلے عید الفطر مناتے ہیں۔ عید الفطر رمضان کا مشقت سے بھرپور مہینہ گذارنے کے بعد منائی جاتی ہے۔ ہم اللہ کی خاطر کئی پہلوؤں سے قربانی پیش کرتے ہیں۔ ہمارے تمام حواس خمسہ ان قربانیوں میں حصہ لیتے ہیں، اسے عید الفطر کہتے ہیں۔ بچپن میں ہم اسے چھوٹی عید کہا کرتے تھے اور پھر اس کے بعد ہم آج عید الاضحیہ منا رہے ہیں جسے قربانیوں کی عید بھی کہا جاتا ہے اور بچپن میں ہم اسے بڑی عید کہا کرتے تھے۔

اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ جس نے بھی یہ نام رکھے ہیں بالکل درست رکھے ہیں کیونکہ جو قربانیاں ہم چھوٹی عید میں پیش کرتے ہیں وہ عید الاضحیہ میں پیش کی گئی قربانیوں کی نسبت بہت کم اور معمولی نوعیت کی ہیں۔ اس عید میں جو ہم آج منا رہے ہیں اپنی تمام زندگی خدا کے حضور پیش کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کچھ وقت کے لئے کسی جذباتی قربانی کا معاملہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اس طرح ثابت قدم رہنا کہ اپنا کچھ بھی باقی نہ رہنا، ہر چیز کا مالک خدا کو قرار دے کر اس کی مرضی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا، یہ ہے وہ پیغام جو یہ عید ہمیں دیتی ہے۔

میں نے قرآن کریم کا جو حصہ تلاوت کیا ہے وہ اس پر ایک خاص پہلو سے روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن صرف یہی نہیں بلکہ محض اس نظر سے دیکھنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہماری راہنمائی فرماتا ہے کہ جب حضرت اسماعیلؑ جو حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے ایک خاص عمر کو پہنچے جب وہ اس عظیم الشان مقصد کو پورا کرنے کے قابل ہوئے تو ان کے والد حضرت ابراہیمؑ نے انہیں مخاطب کیا۔ مگر قبل اس کے کہ مَیں اس بارہ میں آپ کو بتاؤں میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کیوں مَیں نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ قرآن کریم کے اردو یا انگریزی تراجم میں عموماً ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ جب حضرت اسماعیلؑ اس عمر کو پہنچے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگے تو یہ وہ عمر ہوتی ہے جب بچہ ابھی چھوٹا ہوتا ہے اور اپنے باپ کے ساتھ دوڑتا پھرتا ہے۔ لیکن میرا خیال اس سے مختلف ہے، ہوسکتا ہے کہ بعض پہلوؤں سے یہ درست ہو لیکن مَیں نے اس پر غور کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ سَعْی کا مطلب حصہ لینا بھی ہوتا ہے۔ یقیناً اس کا مطلب ساتھ دوڑنا بھی ہوتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کی بعض اور آیات سے مَیں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کا مطلب کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے غور و فکر کرنا اور کوشش کرنا بھی ہوتا ہے۔ اس کا مطلب کسی برے اور غلط مقصد کے حصول کی کوشش بھی ہے۔ مگر بنیادی طور پر اس کا مطلب کسی راستہ کو اختیار کرنا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا۞

اس آیت میں حیات بعد الموت یا آخرت اور اس کے حصول کے لئے سنجیدہ، گہری کوشش کا ذکر ہے۔ سَعٰی لَهَا یعنی وہ راستہ اختیار کرنا جو آخرت کا راستہ ہے۔ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ وہی دراصل صحیح مومن ہیں جو اپنے خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ خدا ان سے راضی ہوگا اور ان کی مخلصانہ کوششوں کو قبول فرمائے گا۔

اس طرح ایک اور جگہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40) یعنی انسان کے لئے سوائے اس کی جس کی وہ کوشش کرے کچھ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں نے اس آیت کا ترجمہ ان تراجم سے جو عموماً آپ پڑھتے ہیں مختلف کیا ہے۔ قرآن کریم کے اس آیت کے ترجمہ میں فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡیَ کہ جب وہ اس عمر کو پہنچا جب وہ اس قابل ہوگیا کہ اپنے اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جو آپ کے والد کے مقصد تھے یعنی وہ سب کچھ حاصل کرنا جو خدا تعالیٰ سے وابستہ کر دیتا ہے اور سیدھا راستہ اختیار کرنا۔

اب اس ترجمہ پر مزید غور کریں۔حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو ایک خواب سناتے ہیں جو انہوں نے اس سے قبل دیکھی تھی اور آپ اس انتظار میں تھے کہ آپ کا بیٹا اس عمر کو پہنچ جائے جب وہ اس خواب کی اہمیت اچھی طرح سمجھ کر اس راستے کو اختیار کرسکے جو اس میں بتایا گیا ہے۔ اب اگر آپ ابھی اس عمر کو ہی پہنچے تھے کہ ابھی ایک چھوٹے بچے کی طرح اپنے والد کے ساتھ دوڑتے تھے اور آپ اس ذہنی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے کہ ایک بالغ آدمی کی طرح آپ سے گفتگو کرکے آپ کو وہ رؤیا بتائی جائے اور غور کرنے کے بعد آپ سے اس پر فیصلہ مانگا جائے، یہ ناممکن ہے اور یہ میری سمجھ سے بالا ہے کہ ایک چھوٹا سا بچہ، ایک بہت چھوٹے بچے سے اس کے والد رؤیا بیان کرکے فیصلہ طلب کریں۔مزید یہ کہ اسلام میں منع ہے کہ آپ اپنے بچوں کو قربانیوں پر مجبور کریں اور حضرت ابراہیمؑ اسلام کو کئی لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ کئی لوگوں سے میری مراد کئی انبیاء ہیں۔ یقیناً آنحضور ﷺ جتنا اسلام تو وہ نہیں جانتے تھے لیکن انبیاء کے حلقہ میں آپ کا ایک خاص مقام تھا۔ تو کس طرح وہ یہ غلطی کرسکتے تھے کہ اپنے بچے سے جو ابھی کسی فیصلہ کے قابل ہی نہ ہوئے تھے۔ دریافت کریں کہ ان کی رؤیا پر غور کرکے کوئی فیصلہ کریں۔ چنانچہ بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡیَ کا یہی مطلب ہوسکتا ہے جب وہ اس عمر کو پہنچ گئے تھے کہ جب وہ حضرت ابراہیمؑ پر خدا تعالیٰ کے نازل کردہ قانون یعنی شریعت کو سمجھ سکیں گویا جب وہ ذہنی بلوغت کی اس عمر کو پہنچ گئے کہ اپنے والد کی طرح ان تمام مقاصد یعنی شریعت کو حاصل کرسکیں تب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی خواب ان کے سامنے بیان کی جو انہوں نے پہلے دیکھی تھی اور جو انہوں نے جزوی طور پر اپنے خیال کے مطابق پوری کرلی تھی۔ اب قرآن کریم ان سے مخاطب ہوکر ہمیں بتاتا ہے۔ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی اے میرے پیارے بیٹے! میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اس پر غور کرکے فیصلہ کریں کہ اس کا کیا مطلب ہے یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ بغیر کسی توقف کے اور بغیر کسی جھجک کے فوری جواب یہ تھا کہ اے میرے پیارے باپ! وہی کریں جیسا کہ حکم دیا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ کی مدد کے ساتھ۔ اگر اس نے چاہا تو مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلۡجَبِیۡنِ جب دونوں نے اپنی مرضی خدا کی مرضی پر قربان کردی۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے حضرت اسماعیلؑ اس قابل ہوچکے تھے کہ وہ اپنی مرضی خدا کی مرضی پر قربان کرسکتے تھے۔ جو ایک بچہ نہیں کرسکتا۔

تو انہوں نے انہیں نرمی سے زمین سے اس طرح لٹایا کہ ان کا منہ نیچے کی طرف تھا۔ یہاں بھی میں نے قرآن کریم کے مروجہ تراجم سے اختلاف کیا ہے۔ ترجمہ جو میری نظر سے گزرا ہے اس میں درج ہے کہ انہوں نے ان کو زمین پر ماتھے کے بل گرا دیا۔ میں نے لغت دیکھی ہے اس میں اس لفظ کے اچھے معانی بھی ہیں۔ جب کسی کو آرام سے، نرمی سے زمین پر پہلو کے بل لٹایا جائے تو اسے بھی تلّ کہتے ہیں۔ تو پھر سیاق و سباق کے مطابق معنی کیوں نہ اختیار کئے جائیں؟

پھر بیان ہے کہ جب ابراہیمؑ خدا کی خاطر ذبح کرنے ہی والے تھے تو خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو مخاطب کیا اور اسے زور سے آواز دی۔ اے ابراہیم! قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا تم تو اپنا رؤیا پورا کرچکے ہو جو ہم تمہیں دکھا چکے ہیں۔ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ہم اسی طرح ان لوگوں کو جزا دیا کرتے ہیں جو ہماری راہ میں نیک کام کرتے ہیں۔ چنانچہ جو کچھ ہوا یہ اس کی بہت خوبصورت تصویر ہے اور آج کے تہوار کے گہری اور وسیع معانی ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

پہلے اسے ذرا تفصیل سے دیکھیں، زیادہ وضاحت سے ان آیات کی خوبصورتی پر غور کریں۔ یہ اتنی اداسی اور خشیت اللہ لئے ہوئی ہے کہ دل جذبات سے بھر آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور آنسو بہہ نکلتے ہیں لیکن ان میں بہت سے پیغام ہیں، بہت سے اہم سبق ہیں جو ان سے اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

پہلا تو یہ کہ آپ قربانی پیش تو کرسکتے ہیں قربانی قبول نہیں کرسکتے۔ آپ کا اپنے بچوں پر بھی کوئی اختیار نہیں۔ اس سے ہمیں یہ پہلا سبق ملتا ہے۔ یہ حقیقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ رؤیا بہت پہلے دیکھا تھا اور پھر حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو جو اس وقت بچے بھی نہیں تھے بلکہ شیر خوار تھے، کعبہ کے پاس لاکر آباد کر دینا ایک طرح سے رؤیا کو پورا کرنے کی کوشش تھی۔ ان دونوں کے لئے یہ بات ناممکن تھی کہ وہ اس رؤیا کو من وعن پورا کرسکتے۔ کیوں ناممکن تھی؟ کیونکہ وہ اپنے زمانہ کے دیگر افراد کی نسبت اسلام کو زیادہ بہتر طور پر سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں یہ گمان کرنا غلط ہے کہ وہ کسی باپ کو اپنے شیر خوار بچے کو جس کو ابھی کچھ سمجھ ہی نہیں ہے، جو کچھ جانتا ہی نہیں ہے، ذبح کرنے کا حکم

دے۔ انہیں اچھی طرح علم تھا کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی جان کی قربانی کی بجائے دوسروں کی قربانی کرتا پھرے۔

اور وہ خداتعالیٰ کے الفاظ میں کسی قسم کے تضاد کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اور حضرت اسماعیلؑ کی ولادت سے بھی پہلے انہیں واضح طور پر یہ بتایا گیا تھا کہ وہ بڑی عمر کو پہنچیں گے اور ان کے اولاد ہو گی اور خداتعالیٰ انہیں بڑھائے گا اور ان کی اولاد دنیا کے کناروں تک پھیل جائے گی اور قیامت تک قائم رہے گی۔ تو پھر وہی خدا ایک ہی وقت میں ان کے ذبح کرنے کا حکم کیسے دے سکتا ہے جب کہ ان کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی؟ یہ بات بعد کی نہیں لیکن اس بات کا امکان ہے کہ ان کی شادی ہو چکی تھی اور اولاد بھی تھی، وہ اس عمر کو پہنچ چکے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انتظار کیا، انہیں اس پیغام کی روح کا علم تھا لیکن پھر بھی انہیں قربانی پیش کرنے کی بے قراری بھی تھی۔ انبیاء میں قربانی پیش کرنے میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔

اَرِنَا مَنَاسِکَنَا ایک اور جگہ وہ دعا کرتے ہیں، اپنے رب سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں اے خدا! ہمیں ہماری قربانی کے راستے بتا، ایسے مواقع دکھا جہاں ہم تیرے حضور زیادہ قربانیاں پیش کر سکیں۔ یہ ابراہیمی روح تھی۔ وہ انتظار نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے اس سے یہ مطلب اخذ کیا کہ اگر مَیں اپنی بیوی اور بچے کو ایک ویران جگہ پر چھوڑ آؤں جہاں کھانا یا پانی میسر نہ ہو لیکن ایک مقصد پورا ہوتا ہو، کسی عام صحرا یا جگہ پر نہیں ورنہ یہ بات رؤیا کے مقصد کے خلاف ہوتی۔ کوئی بے معنی قربانی خدا کے حضور قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپؑ کی فراست پر غور کریں۔ انہوں نے کوئی عام جگہ منتخب نہیں کی بلکہ خانہ کعبہ کی جگہ منتخب کی۔ انہوں نے یقیناً پہلے تحقیق کی ہو گی، لوگوں سے رابطہ کر کے کعبہ کے آثار تلاش کئے ہوں گے۔ وہ گھر جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلے تعمیر ہوا، تیاری کے بعد پتہ لگ جانے پر آپ اپنے شیرخوار بیٹے اسماعیلؑ اور ان کی والدہ کو اس جگہ پر لے آئے جہاں سے نزدیک ہی کعبہ کے نشان تھے اور ان کے لئے کافی کھانا اور پانی چھوڑا اور آپؑ واپس جانے لگے۔ حضرت ہاجرہؓ کو علم تھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ آپؑ کے پیچھے آئیں اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟ آپؑ کے رویہ میں عجیب سی تبدیلی ہے۔ آپؑ ہمیں تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں کیوں؟

قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے۔ اتنے نرم دل کہ آپؑ کا دل اپنے دشمنوں کے لئے بھی پگھل جاتا تھا۔ تو کس طرح سوچ سکتے ہیں کہ وہ جذباتی طور پر بے چین نہ ہوئے ہوں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب وہ واپس جا رہے تھے تو وہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے۔ حضرت ہاجرہؓ نے بار بار وجہ پوچھی، وہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے۔ انہیں پتہ تھا کہ وہ اس وقت جذباتی ہیں کہ کہیں اپنے جذبات ظاہر کر کے اس قربانی کی قدر نہ کھو دیں۔ چنانچہ حضرت ہاجرہؓ نے بالآخر اندازہ لگا لیا کہ ان کے دل میں کیا ہے اور دریافت کیا کہ کیا آپ خدا کے حکم پر ایسا کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواباً سر ہلایا اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہ دعا کرتے ہوئے واپس چلے گئے کہ اے خدا! مَیں نے صرف تیری خاطر اس رؤیا کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے جو تو نے مجھے دکھائی تھی۔ ان کی حفاظت فرما کہ تجھ سے بہتر اور کوئی حفاظت کرنے والا نہیں۔

تو ان کا دل اس قسم کی دعاؤں میں لگا ہوا تھا جب انہوں نے بظاہر اپنے بیٹے اور ان کی والدہ کو وہاں چھوڑا۔ یہ قربانی جس کے نتیجے میں یہ عید منائی جاتی ہے نہ صرف ایک باپ کی قربانی یاد دلاتی ہے بلکہ ایک ماں اور بیٹے کی قربانی بھی یاد دلاتی ہے، پورے خاندان کی۔ اس قربانی میں تمام خاندان شریک تھا اور ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ بعد میں کیا ہونے والا تھا؟ یہ مستقبل میں قربانیاں پیش کرنے کی وہ رفتار تھی جو حضرت ابراہیمؑ نے قائم کی تھی۔ اس میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی قربانیوں کا نقشہ نظر آتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا ثمرہ اور قربانیوں کا مجسم نمونہ تھے لیکن اس کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔

اس نوجوان بیٹے کے جواب کو دیکھیں قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ اے میرے باپ! آپ نے میری اس رنگ میں پرورش کی ہے اب میرے لئے ناممکن ہے کہ کچھ اور سوچ سکوں۔ میری طرح آپ کو بھی علم ہے کہ خدا کی مرضی غالب آئے گی۔ تو جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے، جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے وہ کریں اور ان شاءاللہ اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھے ثابت قدم اور صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اس طرح وہ ایک علیحدہ جگہ پر گئے اور جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے، انہوں نے آپ کو بڑے آرام سے لٹا دیا۔ عربی میں تلّ کے لفظ کے معانی زمین پر پہلو کے بل لٹا دینے کے ہوتے ہیں۔

اس موقع پر آپ کو اس طرح لٹایا گیا کہ آپؑ کا ماتھا زمین پر تھا۔ کیوں؟ کیوں یہ کوئی معمولی قربانی نہیں تھی وہ اسے عام جانوروں کی قربانی سے ممتاز کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے انہیں اس طرح لٹایا جیسے وہ خدا کے حضور سجدہ کی حالت میں ہوں۔ تا کہ خدا کے حضور ظاہر کریں کہ وہ اور ان کا بیٹا دونوں تیری مرضی کے آگے مکمل فرمانبرداری کی حالت میں ہیں۔ ہمارا کچھ بھی باقی نہیں۔ یہ اس لئے بھی تھا کہ اس طرح وہ اپنے بیٹے کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتے تھے کہ کیا ہونے والا ہے کہ کہیں ان کا دل نہ پسیج جائے، اس موقع کے لئے انہوں نے بہترین طریق اختیار کیا تھا لیکن جب آپؑ انہیں اپنے خیال میں خدا کی مرضی کے مطابق ذبح کرنے ہی لگے تھے تو انہوں نے آسمان سے ایک آواز سنی جس نے انہیں کہا کہ اے ابراہیمؑ! تم نے تو یہ رؤیا پہلے سے پوری کر دی ہے اب اس کے ظاہری معانی کے لحاظ سے اسے کیوں پورا کرتے ہو؟ کیونکہ تم نے تو زیادہ بڑی قربانی پیش کر دی ہے اور کسی کو قتل ہوتے دیکھنا دیکھنے والوں کے لئے تو بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مگر جو لوگ اپنی جان اس رنگ میں پیش کرتے ہیں ان کے لئے تو یہ بس ایک لمحے کی بات ہے۔ ایک قربانی جو پیش کی اور ختم لیکن

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تم یہ رؤیا اس سے بہتر طور پر پہلے ہی پورا کر چکے ہو جب تم نے اپنے بیٹے کو صحرا میں بغیر کھانے اور پانی کے چھوڑا تھا تو تم نے اس کی ساری زندگی ہی میری خاطر پیش کر دی تھی۔ وہ ایسے ماحول میں پلا بڑھا کہ مجھے یاد کرے اور اس گھر کی حفاظت کرے جو میری خاطر دنیا میں پہلی بار بسایا گیا تھا اور اس کی تو ساری زندگی ہی میری خاطر خدمت کرتے گذری ہے۔ تم اور کیا چاہتے ہو؟ تم تو یہ کام پہلے ہی کر چکے ہو۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اور اسی طرح ہم ان لوگوں کو جو ہمارے راستہ پر نیک عمل کرتے ہیں جزا دیا کرتے ہیں۔

اس کا کیا مطلب ہے؟ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اس کے بعد یہ ذکر نہیں وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ تو کوئی ترجمہ جو اس کی ترتیب بدل دے درست نہیں ہوسکتا۔ بعض تراجم اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے بدلہ میں ایک بھیڑ یا بکری کی قربانی کا ذکر فرماتا ہے جس کے سینگ اس وقت ایک جھاڑی میں پھنس گئے اور فرماتا ہے کہ اس طرح ہم ان لوگوں کو جو ہماری راہ میں نیک عمل کرتے ہیں جزا دیا کرتے ہیں۔ لیکن اس کا ذکر پہلے ہے اور کسی دوسری قربانی کا ذکر بعد میں ہے۔ یہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ ان کا آپس میں تعلق نہیں ہے۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ کا مطلب یہ ہے کہ جو خلوص نیت سے اللہ کے حضور قربانی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں جزاء دیتے ہیں کہ وہ خدا سے اپنے عہد پورے کریں اور جیسے تم نے اور تمہارے بیٹے نے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے میرے حضور مسلسل قربانیاں پیش کی ہیں تو محسنین کی یہ جزاء ہے۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا کا لفظ ہے جس کی طرف یہ آیت اشارہ کر رہی ہے۔ چونکہ تم نے پہلے سے ہی یہ رؤیا پوری کر دی ہے تو مَیں نے تمہیں موقع اور طاقت دی کہ تم اسے اس رنگ میں پورا کرسکو۔ تو یہ ہے وہ جزاء جو محسنین کو دی جاتی ہے۔ جنگل سے کسی بھیڑ کا مل جانا جزاء نہیں ہے۔ اس کا یہاں کیا کام؟ یہ قربانی اتنی عظیم الشان ہے کہ اس میں کسی بھیڑ کا ذکر داخل ہو جانے کے کوئی معنی نہیں بنتے اور اللہ تعالیٰ کی یہ مراد ہرگز نہیں اور دوبارہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ذبح عظیم ایک مختلف چیز ہے۔

عام مفسرین کے بالمقابل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر جو روشنی ڈالی ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو بیان فرمایا ہے شکر ہے اس نے ہمیں اس قربانی کے نئے معانی سمجھائے ہیں کہ قرآن کریم اس بارہ میں کیا فرماتا ہے؟ ذبح عظیم سے مراد وہ تمام عظیم الشان قربانیاں ہیں جن میں سب سے بڑی قربانی وہ ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیروکاروں نے پیش کیں۔ یہی قربانیاں تھیں جن کے لئے یہ تمام سلسلہ شروع کیا گیا تھا اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم آباؤ اجداد ہونے کا حق ادا کر دیا اور پھر ان کی نسل سے قربانیوں کا وہ سلسلہ شروع ہوا جس کی نظیر دنیا نے نہیں دیکھی۔

ہم اسے کس طرح جوڑتے ہیں؟ ہمارے پاس کوئی ثبوت ہونا چاہیے۔ چنانچہ مَیں آپ کی توجہ اس سورۃ کی ابتدائی آیات کی طرف مبذول کرواتا ہوں اور وہ احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفاسیر کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ کسی سورۃ کے ابتدا میں جو کچھ بیان ہوا اس سورۃ میں اس کی تفصیل بیان ہوتی ہے۔ ایک مکمل تعارف سورۃ کے ابتدا میں اس میں بیان فرمودہ مضامین کا دیا جاتا ہے اور باقی سورۃ میں مثالوں کے ذریعہ بات واضح کی جاتی ہے اور ان آیات میں خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی قربانیوں کا ذکر ہے آپؐ سے پہلے گزرنے والے انبیاء کی قربانیوں کا عمومی طور پر ذکر ہے۔ اس آیت سے صرف یہی مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے۔ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ اس سورۃ کی ابتدائی آیات کی طرف اشارہ کر رہی ہے جہاں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے والے لوگوں کا ایک سلسلہ ملتا ہے۔

اس سورۃ کا آغاز وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا سے ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو جنگ کے لئے صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا اور جو دوسروں کو باآواز بلند نصیحت کرتے ہیں۔ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اور وہ اللہ کے حضور ہمیشہ اسے یاد کرتے ہوئے جھکتے ہیں۔ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ان چیزوں کو بطور گواہ پیش کیا گیا ہے۔ مجھے اس کا ترجمہ اس طرح کرنا چاہیے تھا، قسم ہے ان کی جو جنگ کے لئے صفیں باندھے کھڑے ہیں اور قسم ہے ان کی جو بلند آواز سے نصیحت کرتے ہیں اور قسم ہے ان کی جو ہمیشہ اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ تو یہ وہ عام ترجمہ ہے جو ہمیں قرآن کریم کے تراجم میں ملتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ کئی پہلوؤں سے ہوسکتا ہے مگر خدا نے اپنے فضل سے میری توجہ ایک نئے پہلو کی طرف پھیری ہے۔ ان معانی کے علاوہ دوسرے معانی کیوں کئے ہیں تا کہ ہم انہیں ایک نئے پہلو سے دیکھ سکیں اور میرا ترجمہ اس طرز کا غالباً پہلا ترجمہ ہے۔

اللہ گواہ پیش فرماتا ہے ان کی قسم کھاتا ہے جنگ میں ایک فریق نہیں ہوتا بلکہ دو فریق ہوتے ہیں وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا کا مطلب ہے کہ دونوں فریق جنگ کی حالت میں ایک دوسرے کے مدّمقابل ہیں اور اس سے اگلی آیت میں ایک فریق کا رویّہ بیان کیا گیا ہے اور اگلی آیت میں دوسرے فریق کا بے شک وہ بظاہر برابر ہیں اور دنیا کی کسی بھی فوج کی طرح وہ ایک دوسرے کے مدّمقابل کھڑے ہیں۔ مگر ان میں بہت فرق ہے اور اسی فرق کی طرف خدا تعالیٰ اگلی آیات میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس حالت جنگ میں ایک گروہ تو وہ ہے جو گیدڑ بھبکیوں اور بلند بانگ نعروں سے کام لے رہا ہے۔

عربی میں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا کا ترجمہ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ یہی ان کا مقصد ہے اور یہی ان کا مطمح نظر ہے۔ ان کے سامنے کوئی عظیم الشان مقصد نہیں، وہ اپنی تمام تر طاقت اپنے مادی سامانوں سے حاصل کرتے اور انہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور دنیا کے عام لوگوں کی طرح

ان کے ذہنوں میں بھی اپنی تعریف کے سوا کوئی بڑا مقصد نہیں ہے اور وہ محض جنگی نعروں سے کام لے رہے ہیں۔ مگر ایک دوسرا گروہ بھی ہے۔ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا جو اللہ کو یاد کرتے ہیں وہ بزدل نہیں، وہ اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹتے اور انہی خطوط پر بدلہ نہیں لیتے۔ وہ جتنی زیادہ دھمکیاں اور نعرے سنتے ہیں اتنا ہی ان کی توجہ خدا کی طرف مبذول ہوتی ہے اور یہی ان کی طاقت کا راز ہے اور اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک خوبصورت شعر میں بیان فرمایا ہے۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

(درثمین صفحہ:50)

تو ایک آیت میدانِ جنگ کا نقشہ کھینچتی ہے کہ ایک گروہ نے تو نعرے بازی اور دھمکیوں کا طوفان کھڑا کیا ہوا ہے اور دوسرا گروہ ان کا شور وغوغا سن کر۔ جتنا زیادہ شور وہ کرتے ہیں اتنا زیادہ خدا کے حضور کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے جھکتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ وہ یہ جنگ تنہا نہیں جیت سکتے۔ دشمن کے بالمقابل ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ وہ اتنے کمزور لوگ ہیں کہ تمام آثار ان کے خلاف ہیں۔ ان کے بالمقابل جتنے زیادہ حربے اختیار کئے جاتے ہیں وہ اتنے زیادہ منکسر المزاج بنتے چلے جاتے ہیں اور خدا کی اطاعت میں محو ہوتے چلے جاتے ہیں۔

فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا اس منظر میں ہمیں دوسرا گروہ دکھائی دیتا ہے۔ کتنا خوبصورت اور جو لوگ خدا کے حضور جھکتے ہیں وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ میں ان کی قربانیوں کا ذکر ہے کتنی عظیم الشان قربانی ہے! تمام لوگ جان لینے پر تلے ہیں مگر یہ خدا کی راہ میں جان دے دینے پر راضی ہیں۔ نہ صرف وہ خود اس میں شامل ہیں بلکہ ان کے باپ بھی اس میں شامل ہیں، ان کی مائیں بھی اس میں شامل ہیں۔ ہمیں ایک ابراہیمؑ نہیں لاکھوں ابراہیمؑ نظر آتے ہیں جو آنحضور ﷺ کی پیروی میں پیش پیش ہیں۔ ہزاروں، لاکھوں اسماعیلؑ آنحضور ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں ماؤں نے حضرت اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کے نقوش پر قدم مارا ہے اور یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اسلام کی تاریخ سے اس کے شواہد ملتے ہیں۔ اگر آپ ان کی قربانیوں کا مطالعہ کریں کہ کس خلوص نیت سے انہوں نے یہ قربانیاں پیش کی ہیں تو آپ میرا مطلب سمجھ جائیں گے۔

ماؤں نے کیسی قربانیاں پیش کی ہیں؟ ایک ماں کے سات بیٹے تھے۔ سب کے سب جوان یعنی وہ اس عمر کو پہنچ چکی تھیں جب مزید اولاد ہونے کا امکان نہیں تھا۔ اس نے ان سب کو جہاد کے لئے بھیج دیا، میدانِ جنگ میں جہاں جانیں پیش کی جارہی تھیں اور کسی مجبوری سے نہیں بلکہ محض اللہ کی رضا کی خاطر خدا تعالیٰ کے حضور آنسوؤں سے تر جھکتے ہوئے، ان کی زندگیوں کی حفاظت کی نہیں بلکہ ان کی شہادت کی دعا مانگتے ہوئے، مَیں دوبارہ اپنے بیٹوں کا منہ نہ دیکھوں، مَیں نے تیرے حضور یہ قربانی پیش کی ہے اسے قبول فرما۔ اے خدا! اس قربانی کو قبول فرما اور تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر واپس نہیں آیا۔

حضرت ہاجرہ کی طرز کے یہ نمونے تھے جو آنحضور ﷺ نے تیار فرمائے اور آج بھی اسلام کو انہی کی ضرورت ہے۔ یہ ان واقعات سے کوئی جذباتی وابستگی کا اظہار نہیں ہے یہ ایک حقیقت ہے جس کا کوئی مسلمان جو عیدالاضحیٰ منارہا ہے انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم آج بھی آواز دے رہا ہے اور آج بھی آنحضور ﷺ کے متبعین اسی قسم کی قربانیوں کے لئے بلائے جارہے ہیں کہ وہ اس ابراہیمی نمونہ پر قدم ماریں جو آنحضور ﷺ نے پیدا کیا۔ ایسے باپ جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیں اور انہیں ایسی مائیں بننے کی طرف بلایا جارہا ہے جیسی حضرت ہاجرہؓ تھیں کیونکہ اسلام اس وقت تک زندہ نہیں ہوسکتا جب تک ہم اپنا خون اس کی راہ میں نہ پیش کریں۔

یقیناً ایک مختلف رنگ میں ایسی مخلصانہ قربانی کرتے ہوئے جس میں ہمیں اپنی گردن اور اپنا سر تو اس رنگ میں پیش نہیں کرنا کہ ایک ثانیہ میں اسے تن سے جدا کر دیا جائے۔ اس بار ایک مختلف رنگ میں بلایا جارہا ہے۔ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد دلاتی ہے۔ آپ کی تمام زندگی درکار ہے، جو کچھ آپ کے پاس موجود ہے اس کی اسلام کو ضرورت ہے۔ مائیں، بچے اور باپ سب کو اس میں حصہ لینا ہے اور اسی صورت میں ہم اسلام کی فتح کی خوشی مناسکتے ہیں اور یہی راہ ہے جس پر ہم چلنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہم دن رات دعاؤں میں مصروف ہیں کہ یہ ہمیں اپنی زندگیوں میں حاصل ہوجائے۔ خدا ہمیں یہ نصیب کرے، خدا ہمیں ہمت اور طاقت دے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ایسی قربانیاں پیش کرسکیں جو زندگی کی وہ روح پھونک دیں، جن کا آنحضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے عظیم الشان نمونہ دکھایا۔

(خطبہ عیدالاضحیہ 28 ستمبر 1982ء بمقام مسجد فضل لندن)

کیا خلیلؑ کے بیٹے نے جو، وہ کام کرو

نئی حیات کی آمد کا احترام کرو
جدید ارض و سما کو اُٹھو سلام کرو
پڑے ہو بے حس و حرکت مثالِ سنگِ گراں
فضا میں شمس و قمر کی طرح خرام کرو
مسیحِ وقت نے بخشا ہے فیضِ نُطق تمہیں
کلیم کی طرح اللہ سے خود کلام کرو
ہے آرزو کہ لبِ بام ہوں وہ جلوہ فروز
تو آہ و زاری و فریاد زیرِ بام کرو
اگر خلیلؑ کے بیٹوں میں چاہتے ہو شمار
کیا خلیلؑ کے بیٹے نے جو وہ کام کرو
سوادِ مشرق و مغرب پہ ظُلمتیں ہیں محیط
جہاں میں نُورِ رُخِ مصطفےٰؐ کو عام کرو
جنوں بغیر طوافِ حرم ہے کیا تنویرؔ
گریباں چاک کرو ترکِ ننگ و نام کرو

(مکرم روشن دین تنویرؔ صاحب مرحوم۔ الفضل 17 جولائی 1956ء)

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی سالانہ عالمی کانفرنس

مؤرخہ 25 تا27 جون 2021ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی سالانہ عالمی کانفرنس کا مواصلاتی رابطے پر انعقاد ہوا جس میں دنیا بھر کے 30 ممالک کی ایم ٹی اے ٹیموں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کے مختلف اجلاسات میں ایم ٹی اے کے سٹوڈیوز میں خدمات بجالانے والے کارکنان نے اپنے اپنے تجربات بیان کئے اور اس عالمگیر نظام کی بہتری کے لئے تجاویز پیش کیں۔ اس کانفرنس کا اختتامی اجلاس سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں اتوار کے روز مقامی وقت کے مطابق دن کے ایک بجے منعقد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجلاس کی صدارت اپنے دفتر واقع اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے فرمائی جبکہ تمام ممالک کے کارکنان اپنے اپنے مراکز میں رہتے ہوئے، مواصلاتی رابطے کے ذریعہ اس میں شامل رہے۔ علاوہ ازیں اس اجلاس کی کارروائی ایم ٹی اے کے تمام چینلز پر بھی براہِ راست نشر کی گئی جسے دنیا بھر میں احباب جماعت نے دیکھا، سنا اور اپنے ایمانوں کو تازہ کیا، الحمدللہ۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حضور انور کے ارشاد پر مکرم باسل بٹ صاحب کو سورۃ الفتح کی آیات 29 و 30 کی تلاوت کرنے کی سعادت ملی بعد ازاں ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ پھر مکرم عمر شریف صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے منظوم کلام

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

کے سیاق و سباق میں سے چند اشعار پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ایم ڈی (مینیجنگ ڈائریکٹر) مکرم منیر الدین شمس صاحب کو کانفرنس کی رپورٹ پیش کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ موصوف نے ایم ٹی اے کی ابتدائی تاریخ کے اس ایمان افروز واقعہ سے اپنی رپورٹ کا آغاز کیا کہ اس کی شروعات محض 10x10 کے ایک کمرے اور ایک ویڈیو کیمرہ سے ہوئی تھیں اور یہ کمرا ہی سب کچھ تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے آٹھ سیٹلائٹ چینلز ہیں جن کی نشریات چوبیس گھنٹے چلتی ہیں۔ اسی طرح چھ STREAMING چینلز ہیں۔ اسی طرح اعلیٰ قسم کے سٹوڈیوز، ایڈوانس ویڈیو کیمرے، براڈ کاسٹنگ کے لئے جدید تکنیکی سہولتیں میسر ہیں۔ 20 کے قریب انٹرنیشنل ٹیمیں ہیں جو مختلف زبانوں میں پروگرامز تیار کرتی ہیں۔ موصوف نے اس سارے منظر کو خلافت کی برکت قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ صرف حضور انور کی براہِ راست رہنمائی سے ممکن ہوا ہے۔

رپورٹ کے بعد ایک دستاویزی پروگرام پیش کیا گیا، جس میں ایم ٹی اے کے پروگراموں کی ایک جھلک، ترقیات کے سفر اور اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے افضال بیان کئے گئے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضورِ انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی تعلیمات کا دنیا میں احیا فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دَور تکمیلِ دین کا دَور تھا اور اِس زمانے میں جس طرح نئی ایجادات ہوئیں ان کے ذریعے اسلام کی تبلیغ کے راستے کھلے جو حضرت مسیح موعودؑ کا مشن تھا۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی سکیم تیار فرمائی اور چونکہ وہ اخبارات و رسائل (پرنٹ میڈیا) کا دور تھا، آپؑ نے اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لیے اس ذریعہ کو خوب استعمال فرمایا اور حضورؑ کے مضامین بہت تواتر سے اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ حضورؑ اپنے آخری سانس تک اپنے فرض کو سرانجام دیتے رہے۔ چنانچہ آپؑ کی زندگی میں ہی آپؑ کا پیغام امریکہ، یورپ اور دیگر علاقوں میں اخبارات کے ذریعے پہنچ چکا تھا۔

اس کے بعد حضور انور نے خلافتِ احمدیہ کے مختلف اَدوار میں تبلیغ اسلام کی مہم کا خلاصہ بیان کرکے فرمایا کہ اب اللہ کے فضل سے ہم اسلام کا پیغام اپنے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے پھیلانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے پورے ہونے کی نشانی ہے۔ آج دنیا بھر میں ایم ٹی اے کے 19 سٹوڈیوز خلیفۃ المسیح کے زیرِ ہدایت اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔ برطانیہ کے علاوہ قادیان، گھانا، جرمنی، امریکہ، ماریشس، یوگنڈا، کینیڈا سمیت کئی ممالک میں یہ سٹوڈیوز قائم ہو چکے ہیں۔ اور جرمن، فرنچ، ترکش، سواحیلی اور بہت سی

باقی صفحہ 29 پر

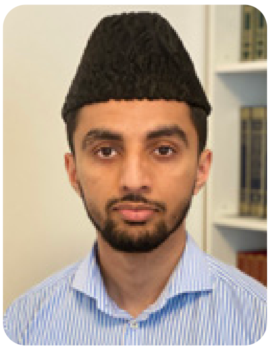

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مدلل و مؤثر اندازِ تبلیغ

(مکرم کاشف جنجوعہ صاحب۔ مربی سلسلہ چیک ری پبلک)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انبیاء علیہم السلام میں ایک خاص مقام اور مرتبہ ہے جس کا قرآن کریم میں نمایاں ذکر موجود ہے۔ آپؑ کو ''ابوالانبیاء'' بھی کہا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے ایک سورہ بھی موسوم ہے نیز قرآنِ کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مختلف صفاتِ حسنہ بیان ہوئیں ہیں۔ جن میں سے توحید خالص کے لئے آپ کے دل و دماغ میں موجزن جذبہ تبلیغ کے بارہ میں زیرِ نظر مضمون میں کچھ بیان کیا جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے ایک شہر اُور (Ur) کے رہنے والے ایک بُت پرست بلکہ بُت تراش گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام کے خاندان کا گذارہ ہی بُت فروشی (یعنی بُت بیچنے) پر تھا۔ آپ کے والد بچپن میں ہی فوت ہوگئے تھے اور چچا کی آغوش میں آپؑ نے پرورش پائی تھی جس نے آپؑ کے ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیٹوں کے ساتھ آپ کو بھی بُت فروشی کے کام پر لگادیا۔ حقیقت سے ناآشنا چچا کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس دل کو خالقِ کون ومکاں چُن چکا ہے اُس میں بتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔ آپؑ کی تو بعثت کا اہم مقصد ہی خدا تعالیٰ کی توحید کا قیام تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے عطا شدہ حکمت سے خوب کام لیا۔ چنانچہ آپؑ کی ہر بات اور ہر دلیل دلوں کی گہرائیوں میں اُتر جانے والی ہوتی اور لوگ لاجواب ہو جاتے۔

قرآنِ کریم میں آپ علیہ السلام کے ایک واقعہ کا ذکر ملتا ہے جس کی تفصیل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کی ہے کہ ''پہلے دن ہی آپ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے ایک امیر اور بوڑھا گاہک بُت خریدنے کے لئے آ گیا۔ بُت فروش چچا کے بیٹے اِس مالدار گاہک کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ آج اچھی آمد ہوگی۔ امیر گاہک نے اچھا قیمتی بُت چنا اور قیمت دینے ہی لگا کہ اُس بچہ (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی توجہ اس کی طرف ہوئی اور اُس نے سوال کیا کہ میاں بوڑھے۔ تم قبرستان میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو تم اِس چیز کو کیا کروگے؟ اُس نے جواب دیا کہ گھرلے جاؤں گا اور ایک صاف جگہ پر رکھ کر اُس کی عبادت کروں گا۔ یہ سعید بچہ اس خیال پر اپنے جذبات کو نہ روک سکا اور پوچھا: کہ تمہاری عمر کیا ہوگی۔ اُس نے اپنی عمر بتائی اور اس بچہ نے نہایت حقارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا کہ تم اتنے بڑے ہو اور یہ بُت تو ابھی چند دن ہوئے میرے چچا نے بنوایا ہے، کیا تمہیں اِس کے سامنے شرم نہ آئے گی؟ اِس طرز کو دیکھ کر اُس بوڑھے امیر گاہک نے بُت وہیں رکھ دیا اور واپس چلا گیا۔ اِس طرح ایک اچھے گاہک کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر آپؑ کے چچا سخت ناراض ہوئے اور آپؑ کی خوب خبر لی۔ یہ پہلی تکلیف تھی جو اُس پاکباز ہستی نے توحید کے لئے اُٹھائی۔ بہرحال آپؑ کے چچا اور چچازاد بھائیوں نے ان کو مشورہ دیا کہ ہمارا گذارا اِہی بُت فروشی پر ہے، اگر تم نے بتوں کی پرستش نہ کی تو ہمارا رزق بند ہوجائے گا۔ مگر آپ نے نہایت دلیری سے جواب دیا کہ جن بتوں کو انسان اپنے ہاتھ سے گھڑتا ہے اُن کو مَیں ہرگز سجدہ نہیں کرسکتا''۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر، سن اشاعت فروری 2010، جلد ہفتم صفحہ 153 تا154)

الغرض آپ علیہ السلام کی زندگی پر فقط طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی علم ہو جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے بات کرنے کا انداز آغاز سے ہی دانش مندانہ اور حکمت سے پُر ہونے کے ساتھ ساتھ کسی لگی لپٹی کے بغیر دلیرانہ ہوا کرتا تھا۔ سورہ الانبیاء میں بھی اسی حوالہ سے آپ کی شجاعانہ گفتگو کا کسی قدر تفصیل سے ذکر ہے۔ آپ نے اپنے لوگوں سے اپنے مخصوص انداز میں پوچھا کہ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ یعنی یہ کیا مجسمے ہیں جن کے سامنے تم دن رات بیٹھے عبادت کرتے رہتے ہو؟ اور مراد یہ تھی کہ یہ کیا ایسی ذلیل اور حقیر چیزوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے اور اسی نے تمہارے آباؤ اجداد کو پیدا کیا ہے اور مَیں اس بات پر

تمہارے سامنے گواہ ہوں۔یعنی میری زندگی خدا کی ہستی کے لئے بطور گواہ ہے۔

یہ تو تھی آپ کی اپنے گھر والوں یا خاندان کے لوگوں کے ساتھ گفتگو، اس دائرہ سے باہر نکلے تو اپنی قوم کے عام لوگوں کو مشرکانہ خیالات و کردار سے نکال کر خدائے واحد و یگانہ سے روشناس کرانے کا کیا خوب طریق اختیار کیا۔ آپ نے مظاہر فطرت پر اپنی نظریں جمائیں اور تین دن تک اپنی قوم سے مناظرانہ گفتگو فرماتے رہے۔ اس کا ذکر سورہ انعام کی آیات 75 تا80 میں ہے۔ایک روز شام کے وقت ستاروں کی پرستش میں مصروف لوگوں کے پاس گئے اور چمکتے ستارے کو دیکھ کر کہنے لگے ،واہ واہ کیا بات ہے میرا ربّ کتنا چمکدار ہے۔ کچھ دیر میں ستارہ منظر سے غائب ہوگیا تو صاف صاف کہہ دیا کہ مجھے تو ایسا کوئی خدا پسند نہیں جو غروب ہوجائے۔ اگلے روز چاند کو دیکھ کر متاثر ہونے کا تأثر دیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس نے بھی کچھ دیر میں غروب ہوجانا ہے۔ چنانچہ جونہی غروب ہوا، آپ نے قوم کو سمجھایا کہ سیدھے رستہ کی طرف ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی کیونکہ کل بھی ستارہ غائب ہوگیا تھا اور آج بھی چاند جو اس سے کہیں بڑا اور زیادہ چمکدار تھا غروب ہوگیا ہے۔ تیسرے دن رات پڑنے کا انتظار نہیں فرماتے اور عین نصف النہار کے وقت لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور سورج کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ہے میرا ربّ، کیا شان ہے اس کی، بڑا بھی ہے اور کہیں زیادہ روشن بھی! پھر انتظار کرتے ہیں اور جب یہ بھی دور اُفق میں ڈوب جاتا ہے تو اعلان فرماتے ہیں۔

يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ

کہ اے میری قوم! یقیناً میں اس شرک سے جو تم کرتے ہو سخت بیزار ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اپنے عقیدہ کا بھی اعلان فرمایا جسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا اور آنحضور ﷺ نے ہر نماز سے پہلے اسے پڑھنے کی ہدایت فرما کر ہر مسلمان کا قبلہ متعین فرمادیا:

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ایسا با کمال و لاجواب طرزِ استدلال ہے کہ قوم کے کسی بڑے سے بڑے فرد کو بھی اس نوجوان ابراہیم علیہ السلام کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔

آپ نے توحید کا پیغام عام لوگوں میں ہی عام نہیں کیا بلکہ وقت کے بادشاہ کے سامنے بھی گئے اور اسے بھی سمجھایا اور انتہائی مضبوط دلیل کے ساتھ توحید کا سبق دیا کہ وہ اگرچہ مانا تو نہیں مگر اس سے جواب بھی بن نہ پایا۔ چنانچہ سورہ بقرہ آیت 259 میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں محفوظ فرمایا ہے:

کیا تُو نے اس شخص پر غور کیا جس نے ابراہیمؑ سے اس کے ربّ کے بارہ میں اس بِرتے پر جھگڑا کیا کہ اللہ نے اسے بادشاہت عطا کی تھی۔ جب ابراہیمؑ نے کہا میرا ربّ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ اس نے کہا میں (بھی) زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا یقیناً اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے تُو اسے مغرب سے لے آ، تو وہ جس نے کفر کیا تھا مبہوت ہوگیا۔ اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اِس آیت کے متعلق مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ایک کافر بادشاہ میں، جس کا نام نمرودؔ بیان کیا جاتا ہے، ہستی باری تعالیٰ پر بحث ہوئی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

”اس سے مراد یہ تھی کہ میرا ربّ وہ ہے جو احیاء اور اماتت کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ناکام کر دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے شکست دے دیتا ہے۔ اِس پر اُس بادشاہ نے کہا اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ یعنی یہ بات تو میرے اختیار میں بھی ہے کہ مَیں جسے چاہوں ترقی دے دوں اور جسے چاہوں ذلیل کر دوں۔

سورج اُس زمانہ میں اُن کا سب سے بڑا دیوتا سمجھا جاتا تھا اور بادشاہ بھی اُس کی پرستش کرتا تھا۔ اِس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے جواب میں کہا کہ خدا تعالیٰ نے تو یہ سلسلہ جاری کیا ہوا ہے کہ وہ سورج کو مشرق سے چڑھاتا ہے اور اِس طرح دنیا کو نفع پہنچاتا ہے۔ لیکن اگر دنیا کو نفع پہنچانا تیرے اختیار میں ہے تو یہ جو سورج چڑھا ہوا ہے اِس کو مغرب سے مشرق کی طرف لوٹا دے۔ وہ دن کا وقت تھا اور سورج چڑھا ہوا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اِسے تم واپس لوٹا دو یعنی اسے پیچھے کو لے جاؤ یا یہ کہ اِسے مغرب سے چڑھا لاؤ۔ گویا اُنہوں نے اُسے کہا کہ اِس پر اپنی حکومت قائم کر کے تو دکھاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مدّعا یہ تھا کہ اگر دنیا کا نفع و نقصان تمہارے ہاتھ میں ہے تو پھر سورج کیا کرتا ہے اور اگر سورج نفع و نقصان پہنچاتا ہے تو تمہارا نفع و نقصان پہنچانا اور مالک ہونے کا دعویٰ باطل ٹھہرتا ہے۔ تو اس پر وہ بادشاہ مبہوت ہو کر لاجواب ہوگیا کیونکہ اگر وہ جواب دیتا تو یا تو وہ یہ کہتا کہ مَیں نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ سورج ہی پہنچاتا ہے اور ترقی اور تنزل اُسی کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اور اگر وہ ایسا کہتا تو اِس سے اُس کا یہ دعویٰ باطل ہو جاتا کہ اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ۔ اور اگر وہ یہ کہتا کہ مَیں ہی یہ تمام کام کرتا ہوں سورج نہیں کرتا اور نفع و نقصان بھی میرے ہی اختیار میں ہے سورج کے اختیار میں نہیں تو اُس کی قوم دشمن ہو جاتی کیونکہ وہ سورج کی پرستش کرتی تھی بلکہ وہ خود بھی سورج کا پرستار تھا۔ اِس وجہ سے وہ کوئی جواب نہ دے سکا اور خاموش ہوگیا“۔

(تفسیر کبیر، سن اشاعت فروری 2010، جلد دوم صفحہ 590 تا594)

الغرض اس تبلیغی گفتگو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ کے حالات کو دیکھ کر اس کے جملہ جوابات کے راستے بند کر دیئے۔ آپ علیہ السلام نے کسی غیر معقول بات میں الجھنے کی بجائے مظہر فطرت سورج کو ایک اَور انداز میں پیش کیا۔ اور اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کو ایسے زبردست انداز میں پکڑا کہ وہ اُدھر ہی مبہوت ہوگیا اور اسے جواب دینے کی سکت ہی نہ رہی اور وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگیا۔

پھر جب آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان کے دلائل کو نہیں مانا تو آپ علیہ السلام نے عملی صورت میں اُن بتوں کی بُرائی اُن پر ظاہر کرنی چاہی جو آپ کے نزدیک آپ کی قوم کے لئے زیادہ موثر دلیل تھی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے بتوں کے خلاف ایک تدبیر سوچی کہ ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے سوائے بڑے بُت کے۔ اس پر آپ کی قوم کے لوگ بہت بگڑے اور کہا کہ ہمارے معبودوں سے یہ کام کس نے کیا ہے؟ وہ بڑا ہی ظالم شخص ہے۔ جب آپ علیہ السلام کا نام بار بار سامنے آنے لگ گیا تو آپؑ کی قوم نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حرکت کی ہے؟ آپؑ نے بہت ہی دانشمندانہ جواب دیا کہ بَلۡ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيۡرُهُمۡ هٰذَا کہ ہاں آخر کسی نے تو کیا ہے یہ کام۔ مگر مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ یہ بڑا بُت سامنے ہے فَسۡـَٔلُوۡهُمۡ اِنۡ كَانُوۡا يَنۡطِقُوۡنَ اس سے تم لوگ پوچھ لو اگر وہ بول سکے تو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

اس آیت کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ بَلۡ فَعَلَهٗ کے بعد وقف کیا جائے تا کہ یہ نتیجہ نکلے کہ کسی نے کیا ہے۔ مگر میرے نزدیک اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے خود ہی سب کو بتا دیا تھا کہ میں تمہارے معبودوں کے ساتھ کچھ کرنے والا ہوں۔ اس لئے یہ جھوٹ نہیں۔ بلکہ ایک ناممکن بات کو ممکن کی طرح پیش کرنا ایک طرزِ استدلال ہے جو خصوصیت سے حضرت ابراہیمؑ کو عطا ہوا تھا۔ آپ کے مخالفین میں سے ایک بھی اس بات کو نہیں مانا کہ اُن بتوں میں سے بڑے بت نے سب کو مارا ہے اور اس بات کو ناممکن سمجھنا اُن کے اس عقیدہ کو جھوٹا ثابت کرتا ہے کہ اُن کے معبودوں میں کچھ طاقت ہے۔ (ترجمہ قرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 551)

دوسرے معنی یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق تعریضاً کلام کرتے ہیں کہ نہیں مَیں نے کیوں کرنا تھا اُس نے کیا ہوگا۔ ایسے کلام سے مراد انکار نہیں ہوتا بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ کیا یہ سوال بھی پوچھنے والا تھا مَیں نہ کرتا تو کیا اس بُت نے کرنا تھا؟ یہ جواب سُن کر وہ لوگ دلوں میں شرمندہ ہوگئے اور کہنے لگے تم خود ہی ظالم تھے پھر مزید غور پر اَور بھی شرمندہ ہوئے یا اپنی شرارت کی طرف لوٹ آئے اور بولے کہ ابراہیم! تم جانتے ہو یہ تو بولتا نہیں ہے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تم خدا تعالیٰ کے سوا ان بتوں کی پرستش کرتے ہو جو تمہیں کچھ بھی نفع و نقصان نہیں دیتے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر، سن اشاعت فروری 2010، جلد پنجم صفحہ 530-528)

پس اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنے طرزِ کلام اور عمل سے زبردست انداز میں توحید کی تبلیغ کر دی۔ اور ایسی دلیل وہی شخص پیش کر سکتا ہے جو علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ کو خالقِ ارض و سما سمجھتا ہے۔

اس موقع پر آپؑ کو اپنی قوم کی طرف سے انتہائی تشدّد اور ظلم و بربریت کا سامنا کرنا پڑا۔ بادشاہ وقت نمرود جو آپ سے پہلے ہی گفتگو کے دوران زک اٹھا چکا تھا اور آپ پر اُدھار کھائے بیٹھا تھا، اسے خبر ہوئی تو اس نے بدلہ لینے کی ٹھانی اور اسی کی آشیر باد پر قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شعلہ زن آگ میں ڈال کر اس قصہ کو جڑ سے ہی ختم کر دینے کا فیصلہ سنا دیا۔ چنانچہ آپ کے لئے آگ کے اَلاؤ روشن کئے گئے اور آسمان نے "بے خطر کُود پڑا آتش نمرود میں عشق" کا نظارہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے اس ابراہیمؑ حنیف کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمّد وَعَلٰى آلِ محمّد، كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰى إِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى آلِ إِبۡرَاهِيۡمَ، إِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى محمّد وَعَلٰى آلِ محمّد، كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰى إِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى آلِ إِبۡرَاهِيۡمَ، إِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ

آپ علیہ السلام کے اِس بہادرانہ اور جرأتمندانہ فعل نے شرک کے فتنہ کا دروازہ بند کیا اور شرک کا قلع قمع کر دیا۔ اور آپ علیہ السلام نے اپنے وقت کے جملہ تکبر اور شرک کے میناروں کو توڑ کر دکھا دیا۔ اور اپنے عمل سے حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھا کر ان کی اور ان کے آباؤ اجداد کی ذہنی کشمکش سے چھٹکارا دلا دیا اور ان کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے توحید کی حقیقت سے آشنا کروا دیا۔ الغرض آپؑ کا ہر قول اور ہر فعل توحیدِ الٰہی کی تبلیغ پر منتج ہوا کرتا تھا، اسی لئے آپ کے لئے قرآن کریم میں بار بار ذکر آتا ہے **وما کان من المشرکین** کہ آپ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دِل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں

(دُرِّثمین اُردو، درسِ توحید)

قرآنِ کریم قیامت تک مسلمانوں کے لئے ایک مشعلِ راہ ہے۔ لہٰذا فی زمانہ خدا تعالیٰ کے پاک اور مطہر کلام میں بیان شدہ قصصِ ماضیہ میں ہمارے لئے سبق ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو جو سمجھایا کرتے تھے کہ یہ بت جن کے سامنے تم بیٹھے رہتے ہو، ذرا سوچو تو کہ تمہیں کیا فائدہ دیتے ہیں، ایسی زبردست دلیل ہے کہ ایک ادنیٰ سی سوچ رکھنے والا بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جیسا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اسلام قبول کرنے کی تحریک صِرف اس لئے ہوئی کہ مَیں ایک دفعہ سفر پر گیا تو عرب کے دستور کے مطابق مَیں نے پتھر کا ایک چھوٹا سا بُت اپنے ساتھ رکھ لیا تا کہ وہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ ایک دفعہ جبکہ مَیں جنگل میں سے گذر رہا تھا تو مجھے کوئی ضروری کام پیش آ گیا۔ مَیں نے اپنا سامان وہیں رکھا اور بُت کو پاس بٹھا کر کہا کہ حضور مَیں تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں آپ مہربانی فرما کر میرے سامان کی حفاظت کریں۔ جب مَیں واپس آیا تو ایک گیدڑ ٹانگ اُٹھا کر اُس بُت پر پیشاب کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں ایک آگ لگ گئی اور مَیں نے کہا کہ جو بُت گیدڑ کے پیشاب سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکا اُس نے میرے سامان کی کیا حفاظت کرنی ہے۔ چنانچہ مَیں نے اُس بُت کو وہیں پھینکا اور واپس آ کر مسلمان ہوگیا"۔

(تفسیر کبیر، سن اشاعت فروری 2010، جلد ہفتم صفحہ 158)

خلاصہ کلام یہ کہ مندرجہ بالا واقعات کی رُو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوتِ استدلال، دانشمندانہ طرزِ گفتگو اور آپؑ کے عمل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ

کے سامنے تا قیامت ایک اُسوہ رکھ دیا ہے گویا اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ ایسے ابراہیمؑ اس امت میں بھی پیدا ہوتے رہیں اور خصوصیت کے ساتھ آخرین کے اس دور میں اس کی اشد ضرورت بھی تھی کہ اس دور میں طرح طرح کی بت پرستی کا دور دورہ ہے۔

مصروف ہے سینوں میں اک آذرِ پوشیدہ
کچھ بت ہیں تراشیدہ، کچھ غیر تراشیدہ

لہٰذا اس دور خرابی میں حضرت ابراہیمؑ جیسے جری بت شکن کی ضرورت تھی اور اِس وقت کے دانشوروں کو اس کا اقرار بھی تھا جو کہہ رہے تھے کہ

یہ دَور اپنے براہیمؑ کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں ، لا الٰہ الا اللہ

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی اس پکار پر اپنے ایک بندے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو خذو التوحید، خذو التوحید یا ابناء الفارس کہہ کر مبعوث فرمایا۔ جس نے اعلان کیا کہ۔

”میں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں
نیز ابراہیمؑ ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار“

اور چیلنج دیا کہ اگر ہمیں بھی آگ میں ڈالا جائے تو وہ بھی ہمارے لئے برداً وسلاماً کا ہی پیغام لائے گی۔ آپ کو الہام ہوا تھا کہ ”آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے“۔

اسی طرح اس دور کے ابراہیمؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دلائل اور براہین وحجت کے میدان میں اپنے مطاع جیسا انداز اور طرزِ استدلال عطا فرمایا تھا۔ آپ کے دلائل کے سامنے بھی کسی کو دَم مارنے کی ہمت نہ ہوئی اور اس امر کا اعتراف مخالفوں کو بھی ہے جنہوں نے آپ علیہ السلام کی رحلت پر اپنے تعزیتی شذرات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیدا کئے ہوئے علم کلام کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب اس اُسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنی تبلیغی مساعی میں بہتری لانے والے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید کو اس مادہ پرست قوم میں بھی قائم کرنے والے ہوں، آمین ثم آمین۔

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

تیری قربانی رہے گی تا قیامت یادگار

اِک نبی کا ذکر ہے جو منفرد تھے شان میں
نامِ نامی جن کا ابراہیمؑ ہے قرآن میں

شرک سے بے زار تھے توحید پر ایمان تھا
کام اُن کا ہر طرف توحید کا اعلان تھا

لائے فرمانِ اطاعت حق سے جبریلِ امین
بولے ابراہیم اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ العالمین

یعنی ہم تو کر چکے دل سے اطاعت اختیار
اپنے ربّ کی سب جہانوں کا ہے جو پروردگار

حاجرہ بیوی تھیں اُن کی باشعور و باوفا
طاعت و خدمت میں یکتا پیکرِ صبر و رضا

پھر انہیں اللہ نے بخشا ایک فرزندِ جلیل
جو دعاؤں کا ثمر تھا نام پایا اسمٰعیلؑ

پاک صورت، پاک سیرت، نیک طبع وخوش خصال
طاعتِ مادر پدر میں بےنظیر و بے مثال

جب اداؤں سے وہ اپنی سب کو بہلانے لگا
باپ کی انگلی پکڑ بازار تک جانے لگا

ایک شب رویا میں ابراہیمؑ کو آیا نظر
کر رہے ہیں ذبح اپنے ہاتھ سے لختِ جگر

اپنے اس رویا کو اک حکمِ الٰہی جان کر
پیارے سے کہنے لگے وہ اے مرے نورِ نظر

مَیں سمجھتا ہوں اِسے حکم خدائے ذوالجلال
تُو بتا تیرا بھلا، اِس بارے میں کیا ہے خیال

جو خدا کا حکم ہے وہ کیجیے پورا ضرور
ان شاءاللہ پائیں گے صابر مجھے ابّا حضور

سن لیا بیٹے نے اپنے باپ کا سارا کلام
سر جھکا کر عرض کی اے والدِ ذی احترام

ہاں خدا کے حکم کی تعمیل جب کرنے لگیں
یہ مناسب ہے کہ خود آنکھوں پہ پٹی باندھیں

تا رضائے باری میں حائل نہ ہو اُلفت مری
دل کہیں نہ ڈول جائے دیکھ کر صورت مری

الغرض وہ چل دیئے صحرا کو با قلبِ سلیم
بیٹے کو قربان کرنے کا لئے عزمِ صمیم

آخر اسماعیلؑ نے جب خاک پر رکھ دی جبیں
اور ابراہیمؑ نے بھی اپنی آنکھیں موند لیں

اک چھری تھی ہاتھ میں اور ہونٹوں پہ تکبیر تھی
ظاہری رنگ میں یہ گویا خواب کی تعبیر تھی

تب خدائے مہرباں کی اور سے آیا پیام
امتحاں مقصود تھا جو ہو چکا پورا تمام

کر دیا ہے تو نے ابراہیمؑ پورا اپنا خواب
محسنوں کو ہم جزا دیتے ہیں بے حد وحساب

ہم زمانے کے لئے تجھ کو بناتے ہیں امام
اُمّتیں لیں گی محبت سے ہمیشہ تیرا نام

تیری ذریّت میں بھی ہو گی امامت بالیقیں
ظالموں سے ہاں مگر میرا کوئی وعدہ نہیں

نسلِ اسماعیلؑ میں سے ہوگا وہ خیرالبشرؐ
جس کی خاطر سے بنائے ہیں فلک اور بحر و برّ

تیری قربانی رہے گی تا قیامت یادگار
اس کو دُہراتے رہیں گے میرے بندے بار بار

(مکرم حاجی غلام محی الدین صادق صاحب مرحوم)

وہ مبارک حجرہ جہاں سرخی کے چھینٹوں والا نشان ظاہر ہوا

حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب حضرت مسیح موعودؑ کا متبرک کرتہ دکھا رہے ہیں

10 جولائی 1885ء کو رُونما ہونے والا

سُرخی کے چھینٹوں کا عظیم الشان الٰہی نشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظیم الشان کشف دکھایا گیا، جس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضاء و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ‘ کے سامنے پیش کیا ہے (اور یاد رکھنا چاہئے کہ مکاشفات اور رویا صالحہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثّل ہو کر صاحبِ کشف کو نظر آجاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کرسکتا) غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوتِ متخیّلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات بے چون و بے چگون کے آگے وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثّل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے مونہہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بہ تازہ کپڑوں پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرہ سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک اَمر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آگئی۔ اسی طرح اور کئی مکاشفات میں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے مشاہدہ کیا گیا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 180-179)

اس واقعہ کے متعلق حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کی روایت جو انہوں نے شہادت کے طور پر اخبار الفضل جلد 4 نمبر 24 مؤرخہ 26 ستمبر 1916ء کو شائع کرائی تھی درج ذیل ہے۔

’’رمضان شریف میں یہ عاجز حاضرِ خدمت سراپا برکت تھا کہ آخری عشرہ میں 27/تاریخ کو جمعہ تھا۔ اس جمعہ کی صبح کی نماز پڑھ کر حضرت اقدسؑ حسبِ معمول حجرہ مذکورہ (یعنی مسجد مبارک کے ساتھ مشرق والا چھوٹا حجرہ) میں جا کر چارپائی پر لیٹ گئے اور یہ عاجز پاس بیٹھ کر حسبِ معمول پاؤں مبارک دبانے لگ گیا حتّٰی کہ آفتاب نکل آیا اور حجرہ میں بھی روشنی ہوگئی۔

حضرت اقدسؑ اس وقت کروٹ کے بَل لیٹے ہوئے تھے اور مُنہ مبارک پر اپنا ہاتھ کُہنی کی جگہ سے رکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں اس وقت بڑے سرور اور ذوق سے یہ خیالات موجزن تھے کہ مَیں کیا خوش نصیب ہوں۔ کیا ہی عمدہ موقعہ اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے کہ مہینوں میں مہینہ مبارک رمضان شریف کا ہے اور تاریخ بھی جو ستائیس ہے مبارک ہے اور عشرہ بھی مبارک ہے اور دِن بھی جمعہ ہے جو نہایت مبارک ہے اور جس شخص کے پاس بیٹھا ہوں وہ بھی نہایت مبارک ہے۔ اللہ اکبر کس قدر برکتیں آج میرے لئے جمع ہیں۔ اگر

خداوندِ کریم اس وقت کوئی نشان حضرت اقدسؑ کا مجھے دکھاوے تو کیا بعید ہے۔ مَیں اسی سرور میں تھا اور پاؤں ٹخنہ کے قریب سے دَبا رہا تھا کہ یکا یک حضرت اقدسؑ کے بدنِ مبارک پر لرزہ سا محسوس ہوا اور اس لرزہ کے ساتھ ہی حضورؑ نے اپنا ہاتھ مبارک مُنہ پر سے اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے شاید جاری بھی تھے اور پھر اسی طرح مُنہ پر ہاتھ رکھ کر لیٹے رہے جب میری نظر ٹخنہ پر پڑی تو اُس پر ایک قطرہ سُرخی کا جو پھیلا ہوا نہیں بلکہ بستہ تھا مجھے دکھلائی دیا۔ مَیں نے اپنی شہادت کی اُنگلی کا پھول اس قطرہ پر رکھا تو وہ پھیل گیا اور سُرخی میری اُنگلی کو بھی لگ گئی۔ اس وقت مَیں حیران ہوا اور میرے دِل میں یہ آیت گذری صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً نیز یہ بھی دل میں گذرا کہ اگر یہ اللہ کا رنگ ہے تو اس میں شاید خوشبو بھی ہو۔ چنانچہ مَیں نے اپنی اُنگلی سُونگھی مگر خوشبو وغیرہ کچھ نہ تھی۔ پھر مَیں ٹخنہ کی طرف سے کمر کی طرف دبانے لگا تو حضرت اقدسؑ کے کُرتہ پر بھی چند داغ سُرخی کے گیلے گیلے دیکھے۔ مجھ کو نہایت تعجب ہوا اور میں وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور حجرہ کی ہر جگہ کو خوب اچھی طرح دیکھا مگر مجھے سرخی کا کوئی نشان حجرہ کے اندر نہ ملا۔ آخر حیران سا ہو کر بیٹھ گیا اور بدستور پاؤں دبانے لگ گیا۔ حضرت صاحب مُنہ پر ہاتھ رکھے لیٹے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضورؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر مسجد مبارک میں آ کر بیٹھ گئے۔ یہ عاجز بدستور پھر کمر وغیرہ دبانے لگ گیا۔

اُس وقت مَیں نے حضورؑ سے عرض کی کہ حضورؑ پر یہ سُرخی کہاں سے گری۔ پہلے تو ٹال دیا پھر اس عاجز کے اصرار پر وہ سارا واقعہ بیان فرمایا جس کو حضرت اقدسؑ تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج فرما چکے ہیں مگر بیان کرنے سے پہلے اس عاجز کو رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ اور کشفی امور کا خارج میں وجود پکڑنا حضرت محی الدین عربی کے واقعات سنا کر خوب اچھی طرح سے ذہن نشین کرا دیا تھا کہ اِس جہان میں کاملین کو بعض صفاتِ الٰہیّہ جمالی یا جلالی متمثل ہو کر دکھلائی دی جاتی ہیں۔ پھر حضرت اقدسؑ نے مجھے فرمایا کہ آپ کے کپڑوں پر بھی کوئی قطرہ گرا۔ مَیں نے اپنے کپڑے اِدھر اُدھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت میرے پر تو کوئی قطرہ نہیں ہے۔ فرمایا اپنی ٹوپی پر (جو سفید ململ کی تھی) دیکھو۔ مَیں نے ٹوپی اُتار کر دیکھی تو ایک قطرہ اس پر بھی تھا۔ مجھے اس وقت بہت ہی خوشی ہوئی کہ میرے پر بھی ایک قطرہ خدا کی روشنائی کا گرا۔ اس عاجز نے وہ کُرتہ جس پر سُرخی گری تھی تبرکاً حضرت اقدسؑ سے باصرار تمام لے لیا۔ اِس عہد پر کہ مَیں وصیت کر جاؤں گا کہ میرے کفن کے ساتھ دفن کر دیا جاوے کیونکہ حضرت اقدسؑ اس وجہ سے اُسے دینے سے انکار کرتے تھے کہ میرے اور آپ کے بعد اس سے شرک پھیلے گا اور لوگ اس کو زیارت گاہ بنا لیں گے اور اس کی پُوجا شروع ہو جائے گی۔ غرض کہ بہت ردّ وقدح کے بعد دیا جو میرے پاس اِس وقت تک موجود ہے اور سُرخی کے نشان اس وقت تک بلاکم وکاست بعینہٖ موجود ہیں۔

یہ ہے سچی عینی شہادت! اگر مَیں نے جھوٹ بولا ہو تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید کافی ہے۔ مَیں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت!! لعنت!!! مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!

عاجز عبداللہ سنوری"

(تذکرہ صفحہ 100-102)

اِک سے ہزار ہوویں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار اور اہلیہ محترمہ عطیۃ الحیٔ صاحبہ کو مؤرخہ 23 جون 2021ء کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام اِنارہ بینش خان رکھا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم معز احمد خان صاحب کی پوتی اور مکرم مشہود احمد صاحب مرحوم (دبئی) کی نواسی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک، صالحہ بنائے، صحت والی لمبی فعال زندگی عطا کرے، دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، آمین۔ (مدبّر احمد خان۔ جماعت Rüsselsheim)

شعبہ وصایا جرمنی کے زیر انتظام

سیمینار کا انعقاد

مؤرخہ 11 اپریل 2021ء کو شام پانچ بجے شعبہ وصایا جرمنی کو مرکزی سطح پر سیمینار برائے حصول وصایا جوبلی ٹارگٹ 2023ء ایم ٹی اے جرمنی سٹوڈیو کے تعاون سے پہلی مرتبہ بذریعہ یوٹیوب چینل منعقد کرنے کی توفیق ملی، جس کی صدارت مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کی، الحمدللہ۔

پروگرام کے آغاز میں سورت الحدید کی آیات 20 تا 22 کی تلاوت کرنے کی سعادت مکرم شمس الحق صاحب مربی سلسلہ نے پائی۔ اس کے بعد ان آیات کا اردو و جرمن ترجمہ پیش کیا۔ مکرم سعید احمد خان صاحب صدر جماعت BadSoden نے مکرم محترم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج انگلستان کی نظام وصیت کے بارہ میں نظم خوش الحانی سے پیش کی جس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے شرائط وصیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ بعدہٗ مکرم محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے 'نظامِ نَو' کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا اور افراد جماعت کو نظام وصیت میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی۔

ان تقاریر کے بعد مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب نیشنل سیکرٹری وصایا جرمنی نے چند گزارشات کے بعد اس پروگرام کے انعقاد کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں تعاون کرنے والے احباب و خواتین کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر مکرم محترم نیشنل امیر صاحب نے دعا کروائی۔ براہِ راست پروگرام قریباً دو گھنٹے تک جاری رہا، جس کے بعد نظام وصیت کے حوالہ سے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ و نائب امیر جرمنی، مکرم حماد ہیٹر صاحب اور مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب کے انٹرویوز نشر کئے گئے۔

(رپورٹ: عبدالخالق خان۔ کارکن شعبہ وصایا)

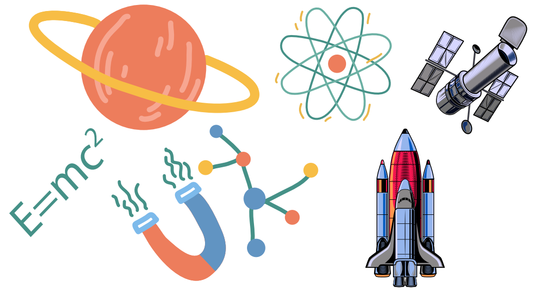

دلچسپ سائنسی خبریں

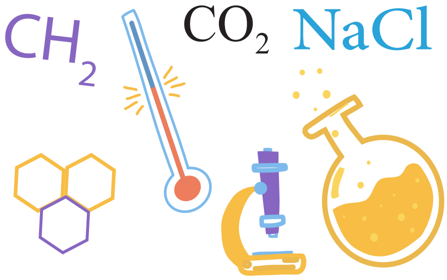

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

انڈے دینے والے جانداروں کے بچے تو ان کے جسم سے باہر ہی انڈے سے نکلتے ہیں لیکن سائنس دانوں کا بہت بڑا خواب تھا کہ بچے دینے والے جانداروں میں مادہ سے انڈا نکال کر اس کو باہر لیبارٹری میں کامیابی سے فرٹیلائز {یعنی نر کے جنسی مادہ سے ملاپ ہونے کا عمل} کیا جا سکے۔ اور ان کی اس خواہش کا مقصد کوئی ظاہری سائنسی شعبدہ کرنا ہرگز نہیں تھا بلکہ اس سے ان کا عظیم مقصد جانداروں کی افزائش نسل کے انتہائی پیچیدہ نظام کو سمجھنا اور اس کو انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کرنا رہا ہے۔

چنانچہ سب سے پہلے 1930ء میں ہاورڈ یونیورسٹی کے سائنسدانوں Gregory Pincus اور E.V. Enzmann نے کامیابی سے خرگوش کے انڈے کو اس کے جسم سے باہر نر سے ملاپ بھی کروایا اور کامیابی سے اس انڈے کو نمو کے مختلف مراحل سے بھی گزارا۔ یاد رہے کہ Gregory Pincus ہی وہ سائنس دان تھے جنہوں نے اپنی اس تحقیق کو آگے بڑھاتے ہوئے ضبطِ تولید کی گولیاں ایجاد کی تھیں۔

اس تحقیق کو آگے بڑھاتے ہوئے سائنسدانوں کے لئے ایک اور سنگِ میل مادہ کے انڈے کو فریز کر کے بعد میں کسی وقت اس کو نر سے ملاپ کروانا تھا مثلاً کینسر کی مریضہ اپنا انڈا فریز کروا دے اور علاج ختم ہونے

BETTMANN/GETTY IMAGES

Gregory Pincus لیبارٹری میں اپنے تجربات کرتے ہوئے

کے بعد {جب بعض اوقات ماں بننے کی صلاحیت دواؤں کے استعمال سے بہت کم یا ختم ہو سکتی ہے} اپنے انڈے کو استعمال کر کے ماں بن سکے۔ اس سلسلہ میں بہت دہائیوں تک تحقیق ہوتی رہی۔ 1980ء میں کچھ جزوی کامیابی بھی ہوئی لیکن فریز کرنے میں سب سے بڑا مسئلہ فریز کرنے سے انڈے کے اندر موجود پانی کے کرسٹل {دانے} بن جاتے تھے۔ بہرحال تحقیق آگے بڑھتی رہی تا آنکہ 1999ء میں سائنسدان vitrification نام کا ایک طریق بنانے میں کامیاب ہو گئے جس میں انڈے کو اس سُرعت اور ایسے طریق پر فریز کیا جاتا ہے کہ کرسٹل نہیں بن پاتے۔

2013ء تک تو بہت کم خواتین نے اس عمل میں حصہ لیا اور صرف کینسر کی مریض خواتین نے اس سے فائدہ اٹھایا لیکن بعد ازاں 2020ء تک اس کا دائرہ مزید وسیع ہو گیا اور اب دیگر بہت سی خواتین بھی اس تحقیق سے مستفیض ہو رہی ہیں۔

Reference: Science News, By Robin Marantz Henig 09 June 2021.

'موت کا ایک دن معین ہے'

University of Southern Denmark میں کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق عمر کے بڑھنے کے ساتھ جسمانی شکست و ریخت کا نظام جانداروں کی مختلف نسلوں {species} میں ایک پہلے سے طے شدہ رفتار کے مطابق آگے بڑھتا ہے۔ اس بات

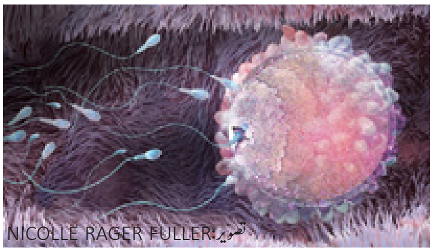
تصویر: NICOLLE RAGER FULLER

مادہ کے انڈے سے نر کے سپرمز کے ملاپ کا منظر

سے قطع نظر کہ آپ کتنی اچھی خوراک کھاتے ہیں، کتنے وٹامنز لیتے ہیں اور کتنی ورزش کرتے ہیں آپ کی موت کا ایک طے شدہ وقت مقرر ہے جس پر آپ یہ دنیا چھوڑ دیں گے اور آپ کی وفات ہو جائے گی۔

اس بارہ میں جناب Fernando Colchero جو پاپولیشن جینیٹکس کے چوٹی کے ماہر اور University of Southern Denmark سے منسلک سائنس دان ہیں بیان کرتے ہیں کہ "ہم نے 9 انسانی اور 30 حیوانی آبادیوں مثلاً گوریلا وغیرہ پر تجربات کیے اور ایسے اعداد و شمار جمع کر پائے جو اس سے قبل کبھی میسر نہ تھے، ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام جانداروں میں عمر کا بڑھنا ایک پہلے سے طے شدہ رفتار کے مطابق جاری رہتا ہے، اس سے قطع نظر کہ ہماری خوراک، ورزش اور ماحول کیسا ہے، ہمارے مرنے کا وقت بہرحال مقرر ہے"

البتہ یہ بات بھی اس تحقیق میں حصہ لینے والے سائنسدانوں نے بیان کی کہ بچپن میں وفات کی شرح کو کم کر کے اور معیارِ زندگی کے بہتر ہونے اور میڈیکل سائنس کی ترقی سے آبادیوں میں اوسط عمر میں بہرحال اضافہ ہوا ہے لیکن اس کا اثر عمر یا بوڑھے ہونے کی رفتار پر بہرحال ثابت نہیں اور عمر اپنی طے شدہ رفتار کے مطابق بہرحال بڑھتی رہتی ہے اور اپنے وقت پر وفات ہو جاتی ہے۔

Fernando Colchero نے اس اُمید کا اظہار کیا کہ میڈیکل سائنس میں مزید تحقیق اور ترقی سے شاید آنے والے وقتوں میں عمر بڑھنے کی رفتار میں کچھ کمی لائی جا سکے۔

Fernando Colchero & co. The long lives of primates and the 'invariant rate of ageing' hypothesis. Nature Communications, 2021; 12 (1) DOI: 10.1038/s41467-021-23894-3

فیشٹا Vechta شہر

(مرتّبہ: مکرم نصیر احمد بٹ صاحب)

شہر فیشٹا صوبہ Niedersachsen کے ضلع فیشٹا کا صدر مقام ہے۔ یہ ہمبرگ سے جنوب کی جانب 170 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس وقت اس کی آبادی 32000 نفوس پر مشتمل ہے۔ جرمن زبان میں نمی کے لئے لفظ فوئشٹ Feucht استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ فیشٹا کا علاقہ نمی والا اور دلدلی زمین کا ہے اس وجہ سے اس علاقہ کا نام فیشٹا مشہور ہوگیا۔

تاریخی طور پر اس علاقہ کو جہاں پر فیشٹا شہر آباد ہے سب سے پہلے 1220ء میں فیشٹا کا نام دیا گیا۔ سولہویں صدی عیسوی تک اس پر مسلسل حملے ہوتے رہے اور 1684ء میں ایک بڑی جنگ اور آگ لگنے کے نتیجہ میں شہر کا ایک حصہ مکمل طور پر تباہ ہوگیا تھا۔ فیشٹا میں حفاظتی نقطۂ نظر سے ایک قلعہ تعمیر کیا گیا جس کی تعمیر 1666ء تا 1669ء میں مکمل ہوئی۔ اس قلعہ میں دو سو فوجی اور ان کے اہل وعیال کے لیے سکونت کی جگہ تھی۔ جنگی حالات میں آٹھ سو فوجیوں کی گنجائش تھی۔ اس کا نام Vechta Zitadelle تھا۔ یہ قلعہ تو اب موجود نہیں لیکن اس جگہ پر Zitadelle Park کے نام سے بہت بڑا پارک بنایا گیا ہے۔

فیشٹا میں تمام قسم کے اسکول موجود ہیں۔ تین گمنازیم سکول بھی ہیں جن میں سے ایک گمنازیم اسکول صرف لڑکیوں کے لئے ہے۔ مختلف ٹیکنیکل اسکولوں کے علاوہ فیشٹا میں ایک یونیورسٹی بھی موجود ہے جس میں طلبہ کی تعداد اس وقت 4800 ہے۔ اس کی بنیاد 1830ء میں رکھی گئی تھی۔ جرمنی بھر سے طالب علم یہاں پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔

فیشٹا میں تمام کھیلوں کے کلب موجود ہیں لیکن باسکٹ بال کا کلب SC RASTA Vechta e.V جرمنی کی فرسٹ باسکٹ بال لیگ میں نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے لئے فیشٹا میں انٹرنیشنل معیار کا باسکٹ بال سٹیڈیم RASTA Dome موجود ہے جس میں تین ہزار تماشائیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ ٹینس کا سٹیڈیم، سوئمنگ پول اور گالف کا میدان بھی موجود ہے۔ یہاں کا ہسپتال اپنے گرد و نواح میں سب سے بڑا ہے۔

گو فیشٹا کے لوگوں کا بنیادی طور پر پیشہ زراعت اور کھیتی باڑی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے پولٹری فارمز بھی یہاں موجود ہیں۔ در اصل بیسویں صدی میں دوبارہ فیشٹا شہر کی ترقی کے لئے بہت کام کیا گیا تھا۔ اس لیے آج صنعتی طور پر بھی اس شہر نے بہت ترقی کی ہے اور متعدد صنعتیں اس علاقہ میں قائم ہیں۔ بے روزگاری نہ ہونے کے برابر ہے۔ علاوہ ازیں فیشٹا کے علاقہ میں گیس اور تیل کے ذخائر بھی موجود ہیں جس کی فروخت سے شہر کو کثیر آمدن ہوتی ہے۔ فیشٹا شہر کا عجائب گھر بھی علاقہ میں بہت مشہور ہے جسے دیکھنے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہر سال آتے ہیں۔

اس شہر کے لوگ ہر سال اگست کے مہینہ میں ایک تہوار Stoppelmarkt مناتے ہیں جو جرمنی کے بڑے میلوں میں سے ایک ہے۔ بنیادی طور پر زمیندار فصل کی کٹائی کے موقع پر یہ تہوار مناتے تھے جو ایک بڑے میلے کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اس میں شاملین کی تعداد تقریباً دس لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔

فیشٹا شہر گھوڑوں کی وجہ سے بھی خاص شہرت رکھتا ہے۔ اعلیٰ اقسام کے گھوڑے اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ شہر کے وسط میں یادگار کے طور پر ایک گھوڑے کا مجسمہ نصب کیا گیا ہے جس نے 1976ء میں اولمپک میں گولڈ میڈل اور ورلڈ ماسٹر میں اوّل پوزیشن حاصل کی تھی۔

زراعت کے حوالہ سے یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس شہر کی وجۂ شہرت کئی قسم کی فصلوں اور سبزیوں کے علاوہ اس علاقہ میں جانوروں کے فارمز بھی ہیں جن کی وجہ سے مرغیوں اور دودھ کی پیداوار میں اسے خصوصیت حاصل ہے۔ اس وقت اس شہر کے گرد و نواح کی دلدلی زمین سے ایک چیز نکالی جاتی ہے جسے Torf کہتے ہیں۔ اس Torf والی مٹی سے مختلف چیزوں کی آمیزش کے ساتھ کھاد تیار کی جاتی ہے جس کی متعدد فیکٹریاں اس علاقہ میں موجود ہیں۔

فیشٹا شہر میں مختلف کلیساؤں کے علاوہ تین مساجد بھی ہیں۔ دو کا تعلق ترک قوم سے ہے اور جماعت احمدیہ کی 2015ء میں تعمیر ہونے والی مسجد بیت القادر ہے۔ یہ شہر جرمنی کے ان خوش قسمت شہروں میں سے ایک ہے جہاں دو مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قدم پڑے ہیں۔ پہلی مرتبہ 2011ء میں مسجد بیت القادر کے سنگِ بنیاد کے موقع پر اور دوسری مرتبہ 2015ء میں افتتاح کے موقع پر۔

فیشٹا کے موجودہ میئر کا نام Kristian Kater ہے جن کا تعلق سیاسی پارٹی SPD سے ہے۔

احبابِ جماعت فیشٹا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پا رہے ہیں

تاریخِ احمدیت جرمنی سے ایک ورق

جماعت احمدیہ فیشٹا

یہ مضمون مکرم ملک وسیم احمد صاحب صدر جماعت فیشٹا اور مکرم نصیر احمد بٹ صاحب کی طرف سے مہیا کئے گئے مواد کی مدد سے مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی نے مرتب کیا ہے۔ اگر کسی دوست کے علم میں مزید معلومات ہوں تو ان سے درخواست ہے کہ تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع فرمائیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔
(صدر تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی)

مارچ 1986ء میں مبلغ سلسلہ مکرم لئیق احمد منیر صاحب کے ذریعہ جماعت احمدیہ فیشٹا کا قیام عمل میں آیا۔ ابتدائی ممبران کی کل تعداد 7 تھی جبکہ 2021ء میں یہ تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 175 ہو چکی ہے، الحمد للہ۔

مکرم رانا محمود احمد صاحب کو پہلا صدر جماعت مقرر کیا گیا۔ آپ جون 1988ء تک یہ ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ ان کے بعد جولائی 1988ء سے 1990ء تک مکرم محمد اشرف صاحب صدر جماعت منتخب ہوئے۔ 1990ء سے 1992ء تک مکرم خالد محمود صاحب صدر جماعت فیشٹا منتخب ہوئے۔ 1992ء میں مکرم محمد اشرف صاحب دوبارہ صدر جماعت منتخب ہوئے اور 1996ء تک صدرات کے فرائض انجام دیتے رہے۔ 1996ء سے 1998ء تک مکرم جمشید احمد صاحب صدر جماعت منتخب ہوئے جبکہ 1998ء سے 2011ء تک مکرم محمد اشرف صاحب کو سہ بارہ صدارت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ان کے بعد 2011ء سے 2019ء تک مکرم نصیر احمد بٹ صاحب صدر جماعت فیشٹا منتخب ہوئے۔ 2019ء سے تاحال مکرم ملک وسیم احمد صاحب صدر جماعت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ابتدائی تجنید 7 تھی جو صرف خدام پر مشتمل تھی لہٰذا انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیموں کا قیام بعد میں عمل میں آیا۔ پہلے قائد مجلس بھی مکرم رانا محمود احمد صاحب مقرر ہوئے۔ 1990ء میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور مکرمہ ثمینہ جبین خالد صاحبہ پہلی صدر لجنہ اماء اللہ مقرر ہوئیں۔ 1991ء میں انصار اللہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ مکرم حنیف احمد انجم صاحب پہلے زعیم انصار اللہ مقرر ہوئے۔

1986ء میں جماعت کے قیام کے بعد جمعہ اور جماعتی اجلاسات مکرم رانا محمود احمد صاحب کی رہائش پر منعقد ہوتے رہے بعد ازاں مکرم ایوب باجوہ صاحب، مکرم فاروق احمد صاحب اور مکرم محمد اشرف صاحب کے گھروں میں اجلاسات اور جمعہ کا انعقاد ہوتا رہا۔

1996ء میں فیشٹا سے چھ کلومیٹر پر واقع ایک گاؤں Bakum میں تین کمرے کا فلیٹ جماعتی پروگراموں کے لئے کرائے پر لیا گیا۔ 1998ء میں فیشٹا شہر میں Mühlen Str.32 پر نماز سنٹر کرائے پر لیا گیا اور مسجد کی تعمیر تک (دسمبر 2014ء تک) نمازوں کے ساتھ دیگر جماعتی سرگرمیاں اسی سنٹر میں منعقد ہوتی رہی۔

اب خدا کے فضل سے جماعت فیشٹا کے پاس اپنی مسجد ہے۔ 11 اکتوبر 2011ء کو سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں مسجد بیت القادر کا سنگ بنیاد رکھا اور 9 جون 2015ء کو آپ نے ہی بنفسِ نفیس اس کا افتتاح فرمایا۔

جماعت فیشٹا اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ اور خدمتِ خلق کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ 1990ء میں پہلا تبلیغی سٹال شہر کے وسط میں لگایا گیا اور تب سے یہ تبلیغی سٹال باقاعدگی سے لگایا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں قریبی شہروں Diepholz اور Lohne میں بھی جماعت فیشٹا کو تبلیغی سٹال لگا کر اسلام کا پیغام پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

26 نومبر 1992ء کو فیشٹا شہر میں ایک بڑی تبلیغی نشست جرمن مہمانوں کے ساتھ منعقد ہوئی۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب مرحوم فرانکفرٹ سے تشریف لائے۔ آپ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کروایا اور مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیے۔ Vechta ,Visbek, Goldenstadt کے میئرز سمیت کُل 8 مہمان اور 20 احباب جماعت فیشٹا شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پہلی تاریخی میٹنگ بہت کامیاب رہی۔ ترک مسلمانوں کے ساتھ بھی متعدد تبلیغی نشستیں منعقد کی گئیں۔ مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب نے تشریف لاکر جماعت کا تعارف پیش کیا اور مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیے۔

25 اپریل 2006ء کو بڑے پیمانے پر ایک تبلیغی میٹنگ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس میٹنگ میں پولیس افسران کے علاوہ immigration office کے افسران بھی شامل ہوئے۔ جن کی تعداد 22 تھی۔ مقامی میئر اور شہر کے دیگر عمائدین نے بھی اس میں شرکت کی۔ اس میٹنگ کے موقع پر جماعت کے تعارف اور تبلیغ کی غرض سے مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب اور مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب یہاں تشریف لائے۔ یہ میٹنگ نہایت کامیاب رہی اور جماعت کے تعارف کے ساتھ ساتھ جماعت کے لئے نئی راہیں کھولنے کا باعث بھی بنی، الحمدللہ۔

15 اپریل 2012ء کو جماعت فیشٹا کو اس سے بھی بڑی میٹنگ منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں 60 افراد شامل ہوئے۔ اکثریت جرمن مہمانوں کی تھی۔ اس موقع پر بھی مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب نے جماعت کا تعارف پیش کیا اور سوالات کے جوابات دیے۔ اس میٹنگ کی خبر اخبارات میں تصاویر کے ساتھ شائع ہوئی۔

2007ء میں صوبائی اسمبلی Niedersachsen کے صوبائی وزراء اور صوبائی پارلیمنٹ کے ممبران کے ساتھ صوبے کے دارالحکومت Hannover میں ملاقات ہوئی۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی اس موقع پر فرانکفرٹ سے تشریف لائے اور جماعت کا وسیع پیمانے پر تعارف ہوا۔ اس کامیاب میٹنگ کا محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے 2007ء کی شوریٰ کے موقع پر خاص طور پر ذکر فرمایا۔

تبلیغ پروجیکٹ 2023ء کے تحت بھی جماعت فیشٹا کو وسیع پیمانے پر فلائرز تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح دیگر لٹریچر بھی وسیع پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔ جن میں سیرت النبی ﷺ کی کتاب ”محمد ﷺ“ قابل ذکر ہے۔ یہ کتاب بہت سے افراد کو تحفۃً دی گئی۔

ان تبلیغی میٹنگز کے علاوہ بھی متعدد میٹنگز کا انعقاد کیا گیا جن میں کئی ایک میٹنگز شہر کے میئر اور مقامی انتظامیہ کے ساتھ بھی ہوئیں۔

2012ء میں نئے میئر کے منتخب ہونے پر ان سے وقت لے کر جماعت کا تعارف کروایا گیا اور قرآن کریم و دیگر لٹریچر ان کو تحفۃً پیش کیا گیا۔

مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب اس میٹنگ کے لئے برلن سے خاص طور پر تشریف لائے۔ یہ ملاقات اتنی کامیاب رہی کہ مکرم مئیر صاحب نے خود کہا کہ جب آپ کی مسجد کا افتتاح ہو تو مجھے ضرور دعوت دیں۔ مَیں ہرصورت میں آؤں گا۔ بعد میں انہوں نے مسجد کی تعمیر کے مراحل میں بھی مدد کی۔

جماعت فیشٹا کو شجرکاری کی مہم کے تحت 14 مارچ 2013ء کو شہر میں پودا لگانے کی توفیق ملی۔ شہر کے میئر نے اس میں خود شرکت کی۔ اگلے روز اخبارات میں اس کی خبر شائع ہوئی جس میں جماعت احمدیہ کا تعارف نہایت عمدہ رنگ میں پیش کیا گیا۔

ہر سال یکم جنوری کو دیگر جماعتوں کی طرح جماعت فیشٹا وقارِعمل کر کے شہر کے بعض حصّوں کی صفائی کرتی ہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ہر سال اس کی خبر بھی اخبارات شائع کرتے ہیں جو جماعت کے وسیع تعارف کا باعث بنتی ہے۔

جماعت کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں بہت سے افراد نے بیعت بھی کی جن میں بڑی تعداد بلقان کے مسلمانوں کی تھی جن میں سے اکثر واپس چلے گئے تھے۔ بیعت کرنے والوں میں ایک خاتون اور دو مرد جرمن تھے اور بعض پاکستانی احباب نے بھی بیعت کی تھی۔

جماعت فیشٹا کی تربیتی، علمی اور تبلیغی نگرانی اور خدمت کی جن مربیانِ کرام کو توفیق ملی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔مکرم لئیق احمد منیر صاحب، 2۔مکرم عبدالباسط طارق صاحب، 3۔مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب، 4۔مکرم منیر احمد منور صاحب، 5۔مکرم محمد الیاس منیر صاحب، 6۔مکرم نسیم احمد ساجد صاحب، 7۔مکرم مشہود احمد ظفر صاحب، 8۔مکرم سفیرالرحمٰن ناصر صاحب، 9۔مکرم ملک عثمان نوید صاحب۔ اس وقت مکرم سلیمان شاہ صاحب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جماعت فیشٹا میں کل 36 واقفین نو ہیں۔ جن میں سے 18 واقفین نو ہیں جبکہ واقفات نَو کی تعداد بھی 18 ہی ہے۔ ان میں سے 2 واقفین نو مکرم سہیل ریاض صاحب اور مکرم کامران اشرف صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہوئے اور مؤخر الذکر بطور مربی سلسلہ میدانِ عمل میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

Junge Muslime helfen Bauhof nach Silvesternacht

Mitglieder der Ahmadiyya Gemeinde starten in Vechta mit ehrenamtlichen Engagement ins neue Jahr

Vechta (kc). Ans Ausschlafen war für die jungen Mitglieder der Vechtaer Ahmadiyya Muslim Jamaat am Neujahrsmorgen nicht zu denken. Schon um 7.45 Uhr hatten die Muslime für den Montag ihren Arbeitseinsatz auf den Straßen in der Vechtaer Innenstadt angesetzt. Sie wollten dabei den Mitarbeitern des städtischen Bauhofs unter die Arme greifen – und dabei erneut auch ihr ehrenamtliches Engagement für die Allgemeinheit demonstrieren. Bereits im vergangenen Jahr waren die Gemeindemitglieder in der noch menschenleeren City im Einsatz.

Die Vechtaer Muslime folgten damit einem bundesweiten Aufruf der Jugendorganisation der Ahmadiyya Muslim Jamaat, einer Reformbewegung innerhalb des Islam. Nach eigenen Angaben beteiligten sich 240 Gemeinden mit etwa 6500 Freiwilligen mit Schaufeln und Besen an der Aktion, um die Straßen in ihren Wohnorten nach den Feierlichkeiten der Silvesternacht zu reinigen. Die Muslime wollen damit zeigen, dass sich sich mit den Städten in denen sie leben und arbeiten verbunden fühlen.

So sammelten auch die Vechtaer auf den Straßen der Innenstadt abgebrannte Feuerwerkskörper und Überbleibsel von Silvesterpartys. Nach getaner Arbeit luden sie die Mitarbeiter des Bauhofs, die ebenfalls schon am Morgen für Ordnung in der Innenstadt sorgten, zu einem gemeinsamen Frühstück ein. Ihren Arbeitseinsatz hatten die Muslime vorab bei der Stadtverwaltung angekündigt.

Nach dem Aufräumen in Vechta zogen die Gemeindemitglieder nach Lohne weiter. Auch dort sollte die Innenstadt gereinigt werden.

Nach gemeinsamer Arbeit: Die Vechtaer Mitglieder der Ahmadiyya Muslim Jamat räumten mit den Stadtmitarbeitern entlang der Großen Straße auf. Foto: Eckhardt

Oldenburgische Volkszeitung Donnerstag 4.Januar 2018

یکم جنوری 2018ء کو سالِ نَو کے موقع پر جماعت احمدیہ فیشٹا کی طرف سے کئے جانے والے وقارِعمل کی خبر کا اخباری تراشہ

مسجد بیت القادر فیشٹا

زمین کی خرید سے سنگ بنیاد تک

(یہ مضمون سابق صدر جماعت فیشٹا مکرم نصیر احمد بٹ صاحب کی طرف سے مہیا کی جانے والی معلومات اور الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ مورخہ 20 جنوری 2012ء کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کے علم میں مزید معلومات ہوں تو ان سے درخواست ہے کہ تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع فرمائیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(صدر تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی)

جرمنی کے شمال مغربی شہر فیشٹا (Vechta) میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو اللہ کا گھر تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ سو مساجد سکیم کے تحت جرمنی میں تعمیر ہونے والی بیالیسویں مسجد ہے جو شہر کے ایک بارونق علاقہ میں واقع ہے۔

قطعہ زمین کا حصول

جماعت Vechta اپنے ہاں مسجد کی تعمیر کے لئے ایک عرصہ سے کوشاں اور کسی موزوں قطعہ زمین کی تلاش میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت جرمنی کو جب سو مساجد کی سکیم عطا فرمائی تھی تو اس کے کچھ ہی عرصہ بعد جماعت فیشٹا میں ان کوششوں کا آغاز ہوگیا تھا۔ سب سے پہلے احباب جماعت نے بڑھ چڑھ کر اس منصوبہ کے لئے وعدے لکھوائے۔ اس کمیٹی کے ارکان نے سب سے پہلے 1998ء میں ایک قطعہ ارضی دیکھا اور شعبہ سو مساجد کی منظوری سے اس پر مسجد کی تعمیر کے لئے درخواست بھی دے دی مگر متعلقہ محکمہ سے اجازت نہ مل سکی۔ اس کے بعد بھی شہری انتظامیہ کے ساتھ مسلسل رابطہ قائم رہا لیکن مقامی مئیر صاحب یہی یقین دہانی کراتے رہے کہ اگر کوئی مناسب جگہ ملی تو وہ بتائیں گے۔ 2008ء میں ان کوششوں میں تیزی آئی اور صدر جماعت مکرم محمد اشرف صاحب کی سرکردگی میں ایک مسجد کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے مندرجہ ذیل اراکین تھے:

1۔ مکرم نصیر احمد بٹ صاحب، صدر کمیٹی
2۔ مکرم محمد اشرف صاحب، ممبر
3۔ مکرم سید عقیل احمد صاحب، ممبر
4۔ مکرم رانا محمود احمد صاحب، ممبر

اِسی سال صدر جماعت مکرم محمد اشرف صاحب اور مکرم نصیر بٹ صاحب نے نائب مئیر کے ساتھ ملاقات کی اور اس سلسلہ میں تعاون کی درخواست کی نیز تجویز پیش کی کہ تعمیر مسجد کے متعلق ہم اپنا موقف مقامی ممبران کونسل (Stadtrat) کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ موصوف نے اس تجویز کے ساتھ اتفاق کیا اور مذکورہ بالا دونوں نمائندگان جماعت کو کونسل کے اجلاس میں بلایا۔ جہاں مکرم نصیر بٹ صاحب نے جماعت کا تفصیل سے

سیّدنا امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت القادر فیشٹا کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں

تعارف کرایا اور تعمیرِ مسجد کے مقاصد بیان کئے۔ اس موقع پر اس وقت کے میئر جناب Uwe Bartels صاحب نے جماعت کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا، جس کے بعد کونسل کی طرف سے مسجد کی تعمیر کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ آئی، الحمدللہ۔ تاہم مسجد کے لئے زمین کی تلاش باقی تھی جس کے لئے جملہ ممبران مسجد کمیٹی فکرمندی کے ساتھ مسلسل کام کرتے رہے۔

2009ء میں Volksbank Vechta کی طرف سے دو ہزار مربع میٹر پر مشتمل ایک قابل فروخت قطعہ زمین کا مقامی اخبار میں اشتہار شائع ہوا، اگلے ہی دن بینک سے رابطہ کیا گیا جنہوں نے اس قطعہ کی 60,000 (ساٹھ ہزار) یورو قیمت بتائی۔ اس تفصیل سے مسجد کمیٹی کو آگاہ کیا گیا اور بعد ازاں شہری انتظامیہ سے اس پلاٹ پر مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بات کی گئی۔ شہری انتظامیہ نے مثبت رویہ ظاہر کیا جس کے بعد نیشنل شعبہ سو مساجد کو اس بارہ میں مطلع کیا گیا۔ جس پر محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی Vechta تشریف لائے اور جگہ کا معائنہ کیا اور پلاٹ کی خریداری میں دلچسپی ظاہر کی۔ اسی دن مسجد کی تعمیر کے لئے ابتدائی درخواست (Bauvorantrag) متعلقہ ادارہ میں جمع کروایا گیا نیز شہر کے میئر صاحب سے بھی ملاقات کی گئی۔ Bauvorantrag کی منظوری کے بعد مرکز نے پلاٹ کی خریداری کا عمل شروع کیا۔ مذکورہ Bank سے بات کرنے کے بعد مجموعی طور پر 55000 (پچپن ہزار) یورو میں سودا طے پا گیا۔ محکمہ تعمیرات کے ایک افسر جناب Wolfgang Hauser نے اس کارروائی کے دوران بہت مدد کی، فجزاہ اللہ خیرالجزاء۔

احباب و خواتین کا جذبہ قربانی

محترم امیر صاحب جرمنی کی ہدایت پر مقامی جماعت کو مسجد کی تعمیر پر آنے والے خرچ کا بڑا حصہ پیش کرنے کی تحریک کی گئی تو احباب و خواتین نے حسب استطاعت بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ یوں چند ہی دنوں میں زیورات اور نقد رقم کی صورت میں52000 (باون ہزار) یورو اکٹھے ہو گئے جس پر مرکز نے فوراً پلاٹ خرید لیا۔ مالی قربانیوں کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا جس کی تفصیل اسی شمارہ میں الگ سے شائع کی جا رہی ہے۔

سنگِ بنیاد مسجد بیت القادر

نقشہ کی تیاری اور منظوری

مسجد کا نقشہ ایک مقامی جرمن آرکیٹیکٹ جناب Dipl. Ing. Andreas Bögershausen نے تیار کیا۔ اس ضمن میں یہ ایمان افروز واقعہ قابل ذکر ہے کہ نقشہ کے لئے ابتداء میں ایک آرکیٹیکٹ سے رابطہ کیا گیا جس نے مبلغ دس ہزار یورو کے عوض حامی بھر لی۔ لیکن کچھ دنوں بعد اُنہوں نے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی کہ ان پر چرچ کی طرف سے شدید دباؤ ہے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا آرکیٹیکٹ جناب Andreas Bögershausen سے رابطہ ہوا تو وہ فوراً ہی تیار ہو گئے بلکہ انہوں نے کہا کہ جیسے ایک چرچ خدا کا گھر ہے ویسے ہی میرے لئے مسجد بھی خدا کا گھر ہے۔ اس نیک جذبہ کے تحت انہوں نے کوئی معمول کے مطابق فیس بھی نہیں مانگی صرف ضروری کاغذات اور دیگر اشیاء کا خرچ انہیں ادا کیا گیا جو محض نوسو (900) یورو کی رقم بنی۔ انہوں نے نقشہ کی تیاری و اجازت اور افتتاح تک تمام مراحل میں جماعت کی غیرمعمولی مدد کی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابتداء میں صرف ایک مینار کے ساتھ منظوری لی گئی تھی مگر بعد ازاں شہری انتظامیہ سے دوسرے مینار کے لئے بھی بات کی گئی تو انہوں نے ہماری درخواست اس شرط پر مان لی کہ نقشہ نئے سرے سے تیار کروایا جائے۔ چنانچہ نیا نقشہ تیار کرنے پر بھی Anreas Börgerhausen صاحب نے مزید صرف 150 (ڈیڑھ سو) یورو مانگے۔

مؤرخہ 11/اکتوبر 2011ء بروز منگل جماعت فیشٹا کے لئے وہ تاریخی دن تھا جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اُس روز ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گیارہ بجے صبح بیت الرشید ہمبرگ سے روانہ ہو کر 180 کلومیٹر کا فاصلہ قریباً سوا دو گھنٹے میں طے کرنے کے بعد ایک بج کر 20 منٹ پر Vechta میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں مقامی احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں بچیوں نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ بچیاں اور بچے بلند آواز میں دعائیہ اور استقبالیہ گیت پڑھ رہے تھے۔ احباب نے نعرے بلند کئے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ریجنل امیر مکرم مبشر احمد صاحب، مقامی صدر جماعت مکرم محمد اشرف صاحب اور ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم مشہود احمد ظفر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اس شامیانہ میں تشریف لے آئے جہاں سنگ بنیاد کی تقریب کا انعقاد ہوا۔ عزیزم محمد طارق صاحب نے تلاوت قرآنِ کریم اور اس کا اردو

ترجمہ پیش کیا۔ جبکہ عزیزم طلحہ احمد بٹ صاحب نے اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

Vechta کے ڈپٹی میئر کا ایڈریس

اس کے بعد Vechta کے ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus صاحب، نے اپنا استقبالیہ پیش کیا۔ جس میں موصوف نے کہا کہ گزشتہ سال 3/اکتوبر کو جرمنی کے صدر نے ایک بیان دیا تھا جو بالکل حقیقت پر مبنی تھا کہ اسلام جرمنی کا باقاعدہ حصہ بن چکا ہے۔شہر Vechta میں اس کی تصدیق سڑکوں پر بنائی گئی مختلف مساجد کر رہی ہیں اور آج کا یہ دن بھی جب کہ آپ کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جارہا ہے، وزیراعظم کے بیان کی تصدیق کر رہا ہے۔موصوف نے کہا کہ آج آپ کی مسجد اور اس روحانی گھر کے سنگِ بنیاد کی تقریب کے موقع پر مجھے شہر Vechta کے رہنے والے لوگوں کی طرف سے سلام پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ شہر Vechta میں مختلف اقوام اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔ ان سب نے یہاں ایک پُرامن معاشرہ قائم کیا ہوا ہے۔موصوف نے کہا: آپ کے یہاں مسجد بنانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو معاشرہ میں شامل کرتے ہوئے، معاشرہ کا حصہ بنتے ہوئے یہاں مستقل رہائش رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی مسجد کی تعمیر سے لوگوں کو بڑی فراخدلی کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں اور جرمنی کے ہر ایک رہنے والے کے ساتھ بات چیت کے لئے اپنا دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔ 1997ء سے جرمنی میں بہت ساری مساجد نے اپنے دروازے عوام کے لئے کھول رکھے ہیں۔ اس طرح آپس میں پہچان بڑھتی ہے اور ایک دوسرے کے لئے عزت واحترام بڑھتا ہے جس کی وجہ سے ایک پُرامن معاشرہ پیدا ہوتا ہے۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ آپ بھی ایسا کریں گے اور وقت ہوا تو مَیں خود بھی آپ کے اس طرح کے پروگراموں میں شامل ہونے کی کوشش کروں گا۔موصوف ڈپٹی میئر نے آخر پر کہا کہ آپ کی آج کی دعوت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور جماعت کو اپنی نیک تمنائیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

امیر صاحب جرمنی کی تقریر

ڈپٹی میئر کے خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور Vechta شہر کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ شہر وفاقی سٹیٹ Niedersachsen کے مغرب میں 32 ہزار کی آبادی پر مشتمل شہر ہے۔ اس شہر کی تاریخ گیارھویں صدی میں جاملتی ہے جب شمالی جرمنی کے داخلی راستوں میں سے ایک راستہ پر قلعہ تعمیر کیا گیا۔ اس قلعہ کے اردگرد پھر آہستہ آہستہ لوگ آکر آباد ہونا شروع ہوئے۔ سولہویں صدی میں چند حملوں اور تیس سالہ جنگ اور اس کے علاوہ ایک مرتبہ ایک وسیع پیمانہ پر لگنے والی آگ نے اس شہر کے وسیع حصہ کو تباہ کر دیا۔ اس کے باوجود Vechta شہر کے باسیوں نے اسے پھر سے آباد کیا۔ یہ شہر ایک لوک میلہ کی وجہ سے بھی مشہور ہے جو 1924ء سے ہر سال موسم گرما میں یہاں منعقد کیا جاتا ہے۔ اس شہر میں جماعت احمدیہ کا قیام 1986ء میں ہوا۔ آغاز میں جماعت کے ممبران کی تعداد صرف چھ تھی۔ شروع سے ہی یہاں کی جماعت تبلیغی پروگراموں، تبلیغی مجالس کے انعقاد اور بک سٹال لگانے میں بہت فعال ہے۔ اس جماعت میں تین جرمن احباب کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔موجودہ پلاٹ جون 2010ء میں خریدا گیا۔ اس پلاٹ کا رقبہ 1.998 مربع میٹر ہے اور 55 ہزار یورو میں خریدا گیا۔ امسال 2011ء میں شہر کی انتظامیہ نے یہاں مسجد کی تعمیر کی اجازت دی ہے۔ امیر صاحب جرمنی کے تعارفی کلمات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تقریب سے خطاب فرمایا۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا کہ الحمدللہ کہ آج جماعت Vechta کو مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ مَیں ڈپٹی میئر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مسجد کے مقصد، ایک حقیقی مسلمان کے مقصد اور ایک حسین معاشرے کی تصویر اپنے استقبالیہ میں کھینچ دی۔ وہ باتیں جو مسجد کے بارہ میں مجھے کہنی چاہئے تھیں وہ پہلے ہی کہہ چکے ہیں۔ لگتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کی جماعت کا ایک اچھا اثر ان لوگوں پر قائم ہے اور یہی چیز ہے جس نے ان کو مجبور کیا ہے کہ آپ کو ایک اچھے علاقہ میں اور اچھی قیمت پر مسجد بنانے کے لئے زمین مہیا کر دیں۔ میئر صاحب نے یہ بھی کہا کہ ایک دوسرے کی تمام اچھی باتیں ہمیں لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔مسلمان تو ہے ہی وہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ہر اچھی چیز مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پس قطع نظر اس کے کہ ایک اچھی چیز، ایک اچھی بات کس کی طرف سے مل رہی ہے، کس کے منہ سے نکل رہی ہے، وہ فوری طور پر ایک حقیقی مومن کو لینی چاہئے، اس کو اختیار کرنا چاہئے۔ تبھی ایک مومن نیکیوں میں بھی بڑھ سکتا ہے اور نیکیوں میں بڑھنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے قریبی تعلق بھی اس کا پیدا ہوتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ مسجد جو بن رہی ہے ''مسجد بیت القادر'' اس کا نام رکھا گیا ہے۔ آج دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی مساجد بڑی تیزی سے تعمیر ہو رہی ہیں۔ پاکستان میں جہاں احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں، ہماری مساجد کو مسجد کہنے سے روکا جارہا ہے، بعض جگہ مساجد گرائی جارہی ہیں، بعض جگہ مسجد کو مسجد کی شکل دینے سے منع کیا جارہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ جلوے دکھا رہی ہے۔ قادر کے کاروبار اس طرح بھی نمودار ہو رہے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعداد ہر سال بڑھتی چلی جارہی ہے۔ پس یہ تعداد بڑھنا حقیقی معانی میں ہمیں اُس وقت فائدہ دے گا جب ہم مسجدوں کی آبادی کی طرف بھی توجہ دیں، اپنی نمازوں کی طرف بھی توجہ دیں، اپنا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ اور پھر ہر نیکی کی بات اختیار کرتے ہوئے آپس میں بھی نیکیوں کو فروغ دیں اور اس علاقہ میں بھی، یہاں کے رہنے والوں کو بھی ان نیکیوں کی طرف متوجہ کریں

مسجد بیت القادر فیلشٹا کے سنگِ بنیاد کی تقریب کے موقع پر مرکزی و مقامی جماعت کے افراد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پا رہے ہیں (11 اکتوبر 2011ء)

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: مکرم سعید گیسلر صاحب، مکرم نصیر احمد بٹ صاحب، مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت احمدیہ جرمنی) مکرم مبشر احمد ساجد صاحب (ریجنل امیر Niedersachsen)، مکرم محمد اشرف صاحب (اوّلین منتخب صدر جماعت فیلشٹا)

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم ملک وسیم احمد صاحب، مکرم مقصود احمد صاحب، مکرم طارق احمد بٹ صاحب، مکرم ولید احمد باجوہ صاحب، مکرم ڈاکٹر عاصم طارق صاحب، مکرم عطاء المنان صاحب، مکرم راشد محمود صاحب، مکرم داؤد احمد ڈوگر صاحب، مکرم فخر احمد صاحب، مکرم ابرار احمد صاحب، مکرم شفقت اشرف صاحب، مکرم عتیق احمد صاحب، مکرم سید عقیل احمد صاحب، مکرم محمد ارشد کُلا صاحب، مکرم احسن اشرف صاحب، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب

تا کہ ان لوگوں کو پتہ لگے کہ اسلام کی حقیقی تصویر کیا ہے اور بندہ کا خدا سے تعلق کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم بندوں کے حقوق نہیں ادا کرنے والے ہوں گے تو خدا تعالیٰ کے حق بھی ادا کرنے والے نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی ان لوگوں میں اس تبلیغ کو عام کر سکتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بندے کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑتا ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر اس بات کی تجدید کی ہے کہ مَیں اس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہوں کہ بندہ کا خدا کے ساتھ تعلق جوڑوں اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں۔ پس اس مقصد کو لے کر ہر جگہ، ہر احمدی کو اپنا ایک امتیازی نشان ظاہر کرنا چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امیر صاحب نے ذکر کیا کہ یہ اتفاق ہے کہ یہاں کی، اس شہر کی، آبادی 32 ہزار ہے اور اس وقت جماعت احمدیہ کی تعداد جرمنی میں بھی 32 ہزار ہے۔ لیکن یہ اتفاق اگر حقیقی مومنانہ روح ہمارے اندر ہوگی، اگر ہم حقیقی عبادت گزار ہوں گے تو اس شہر کی آبادی میں بھی، ہماری آبادی بڑھ رہی ہوگی اور جماعت احمدیہ کی آبادی اس نسبت سے کئی گنا بڑھے گی جس نسبت سے اس شہر کی یا کسی بھی شہر کی آبادی بڑھ رہی ہوگی۔ پس ہماری یہ ذمہ داری ہے۔ ہم نے یہاں 32 ہزار پر اکتفاء نہیں کرنا، چند سال پہلے، دس سال پہلے، بیس سال پہلے ہم چند تھے تو اب دسیوں میں یا سینکڑوں میں ہو گئے ہیں۔ پس اس بات کا خیال رکھیں کہ ایسے لوگوں کی آبادی کا بڑھانا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں، ہر فرد جماعت کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں مقامی لوگوں میں سے بھی لوگ احمدیت میں شامل ہوئے۔ تو اگر آپ لوگوں کے نیک اثر ہوں گے، نیک عمل ہوں گے، عبادت کی طرف توجہ ہوگی، مسجد کا حق ادا کر رہے ہوں گے، ماحول کا حق ادا کر رہے ہوں گے، معاشرے کا حق ادا کر رہے ہوں گے، لوگوں میں پیار محبت اور بھائی چارے کی فضا کی تعلیم و ترویج کر رہے ہوں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی آبادی کئی گنا بڑھتی چلی جائے گی۔ اور مسجد کی تعمیر کا یہی مقصد ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جہاں اسلام کو متعارف کروانا ہو، وہاں مسجدیں بنانی شروع کر دو۔ پس اللہ کرے کہ آپ کی یہ مسجد بھی اس مقصد کو پورا کرنے والی ہو اور آپ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور خوبصورت تصویر اس علاقہ میں پیش کرنے والے ہوں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

سنگِ بنیاد

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں ''مسجد بیت القادر'' کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنیادی اینٹ دعاؤں کے ساتھ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی نے ایک اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی:

مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم عبد الماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus صاحب، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب (ریجنل مبلغ سلسلہ)، مکرم چودھری افتخار احمد صاحب (نائب صدر اوّل مجلس انصار اللہ جرمنی)،

Grundstein für Moschee gelegt

Ahmadis wollen bauen / Sicherheitsvorkehrungen für hohen Besuch

Von Volker Kläne

Vechta – Für die Ahmadiyya-Gemeinde in Vechta war der 11. Oktober 2011 der bisher größte Tag. Nicht nur, weil gestern der Grundstein für ihre Moschee gelegt wurde. Zur Feier kam auch Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, das weltweite Oberhaupt der islamischen Reformgemeinde Ahmadiyya Muslim Jamaat.

„Eine große Ehre für uns", sagte Walid Bajwa, Gemeindemitglied aus Vechta. Zum Besuch des Oberhaupts hatten die Organisatoren Sicherheitsvorkehrungen treffen müssen. Die Gutenbergstraße im Industriegebiet Nord, in der die Moschee errichtet werden soll, war teilweise abgesperrt worden. Sicherheitsleute kontrollierten den Eingang. Vor der Bühne in einem kleinen Festzelt stand ein Bewacher. Anschläge auf das Oberhaupt sind nicht ausgeschlossen, weil viele muslimische Extremisten die Ahmadiyya-Bewegung ablehnen.

In Deutschland soll es 30 000 Ahmadis geben. Der Vorsitzende der deutschen Ahmadiyya-Gemeinde, Abdullah Wagishauser, dankte der Vechtaer Politik und Verwaltung für das Okay, eine Moschee errichten zu dürfen. „Ich empfand die Atmosphäre als sehr offen. Wir waren immer willkommen", berichtete er. Vechtas stellvertretender Bürgermeister Claus Dalinghaus sagte: „Mit dem Bau dieser Moschee setzen Sie ein sichtbares Zeichen für die Integration in unser Gemeinwesen. Denn wer baut, der zeigt, er will bleiben und sich einbringen."

Auf dem 2000-Quadratmeter-Grundstück ist eine Moschee mit einem Minarett (Turm) und zwei etwa 60 Quadratmeter großen Gebetsräumen geplant. Zudem soll es Toiletten, ein Büro, eine Bibliothek und eine Küche geben. Die Vechtaer Ahmadiyya-Gemeinde hat etwa 120 Mitglieder. In ihrem Gebetshaus an der Mühlenstraße klagen die Muslime seit langer Zeit über zu wenig Platz. Der voraussichtliche Baubeginn der Moschee ist erst im März 2012. Gestern legten Gemeindemitglieder anlässlich des hohen Besuchs die Grundsteine. Es war der bisher größte Tag der Vechtaer Ahamdis.

Rede simultan übersetzt: Das weltweite Oberhaupt der Ahmadiyya Muslim Jamaat, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, kam zur Grundsteinlegung. Vechtas stellvertretender Bürgermeister Claus Dalinghaus erhielt eine Übersetzung der Rede. Foto: Kläne

Oldenburgische Volkszeitung_Mittwoch 12 Oktober 2015_Vechta

ایک مقامی اخبار میں مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب کے بارہ میں شائع ہونے والی خبر کا تراشہ

مکرم حافظ مظفر عمران صاحب (صدر خدام الاحمدیہ جرمنی)، مکرمہ امۃالحئی صاحبہ (صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی)، مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب (سیکرٹری وصایا جرمنی)، مکرم مبشر احمد صاحب (ریجنل امیر Niedersachsen) اور مقامی عہدیداران مکرم محمد اشرف صاحب (صدر جماعت)، مکرم عتیق احمد صاحب (سیکرٹری تعلیم و تربیت)، مکرم نصیر احمد بٹ صاحب (زعیم انصاراللہ)، مکرم فخر احمد صاحب (قائد مجلس)، مکرمہ مبارکہ خانم صاحبہ (صدر لجنہ)۔ عزیزہ نادیہ احمد بنت مکرم فاروق احمد صاحب (واقفہ نو)، عزیزم عاقب محمود ابن مکرم زاہد محمود صاحب (واقف نو)۔

سنگِ بنیاد کی یہ تقریب دو بج کر پانچ منٹ پر اپنے اختتام کو پہنچی، اس دوران احباب جماعت زیرلب رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی دعا کا ورد کرتے رہے۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت سے فیضیاب ہوئیں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ریفریشمنٹ کے پروگرام کے بعد لوکل انتظامیہ اور عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ ڈپٹی میئر نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 20 تا 26 جنوری 2012ء)

مسجد کے سنگ بنیاد کی اس تقریب کی خبر مقامی اخبار نے Oldenburgische Volkszeitung نمایاں طور پر شائع کی۔ اخبار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خطاب کرتے ہوئے تصویر بھی شائع کی اور سرخی لگائی کہ ''مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا'' خبر میں جماعت کا تعارف کرانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بڑے احترام کے ساتھ ذکر کیا اور لکھا:

فیشتا۔ احمدیہ جماعت فیشتا کے لئے 11 اکتوبر 2011ء ایک نہایت اہم دن تھا۔صرف اسی لئے نہیں کہ ان کی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے بلکہ ان کی خوشی کے اس موقع پر جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد بھی تشریف لائے۔

''ایک بہت بڑا اعزاز ہمارے لئے''، ولید باجوہ صاحب نے بتایا، جو کہ جماعت کا ممبر ہے۔سربراہ کی آمد کے لئے انتظامیہ کو حفاظتی اقدامات کا انتظام کرنا پڑا۔ Gutenbergstraße پر انڈسٹریل ایریا نارتھ میں، جہاں مسجد تعمیر کی جاتی ہے، کچھ حصے اس کے بلاک کئے گئے تھے۔حفاظت کے افسران نے داخلی دروازہ پر چیکنگ کی۔ پنڈال میں سٹیج کے سامنے ایک حفاظتی کارکن کھڑا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جرمنی میں تیس ہزار احمدی ہیں۔ جرمنی میں احمدیہ جماعت کے امیر، عبداللہ واگس ہاؤزر، نے فیشتا کے سیاستدانوں اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے مسجد بنانے کی اجازت دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ''مجھے ماحول بہت اچھا لگا ہے۔ہمیں آنے سے کبھی روکا نہیں گیا''۔ فیشتا کے نائب میئر جناب Claus Dalinghaus نے کہا: ''مسجد کی تعمیر کے ساتھ آپ نے ہماری اجتماعی انٹیگریشن کے لئے ایک واضح نشان قائم کیا۔ کیونکہ جو کوئی کسی جگہ اپنا گھر تعمیر کرتا ہے، تو وہ اس بات کا اظہار کرتا ہے، کہ وہ یہاں رہنا چاہتا ہے اور اس معاشرہ کا حصہ بننا چاہتا ہے''۔ 2000 مربع میٹر کے قطعہ زمین پر ایک مسجد کے ساتھ ایک مینار ہے اور 60 ,60 مربع میٹر کے دو ہال نماز پڑھنے کے لئے بنائے جائیں گے۔ اسی طرح ایک دفتر، ایک کتب خانہ، ایک کثیر المقاصد بڑا کمرا اور غسل خانے بھی بنائے جائیں گے۔ فیشتا کی احمدیہ جماعت تقریباً 120 ممبران پر مشتمل ہے۔ Mühlenstraße میں اپنے نماز سینٹر کے متعلق کافی عرصہ سے جگہ کی کمی محسوس کر رہے تھے۔مسجد کی تعمیر اندازاً مارچ 2012ء میں شروع ہوجائے گی۔ کل ممبران جماعت نے اپنے عظیم مہمان (یعنی حضور انور) کی تشریف آوری کے موقع پر اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا اور یہ دن فیشتا کے احمدیوں کے لئے سب سے اہم دن تھا۔

بقیہ: ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی سالانہ عالمی کانفرنس از صفحہ 14

زبانوں میں پروگرام تیار اور نشر کیے جا رہے ہیں۔اور یہ چینلز سمارٹ ٹی ویز، موبائل فونز اور ڈیسک ٹاپ وغیرہ پر بھی دستیاب ہیں۔ پوری دنیا میں ایم ٹی اے کی سٹریمز دیکھی جا سکتی ہیں۔

الغرض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے کی جملہ خدمات اور اس کے روحانی اور انتظامی نیک اثرات و نتائج پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی جو تمام کارکنان ایم ٹی اے کے لئے کسی سندِ خوشنودی سے کم نہیں، الحمدللہ۔ اسی مناسب سے حضور انور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کے کارکنان دعاؤں کے مستحق ہیں جو بڑے جوش جذبے اور محنت کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں جو بھی کہا جائے وہ اپنے چہروں پر مسکراہٹ لیے وہ کام کرتے ہیں۔

ہماری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کارکنان خدام کے علم و فضل، جذبہ خدمت اور اخلاص و وفا میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور ان کی تمام خدمات کو اپنے فضل سے بپایۂ قبولیت جگہ عطا فرمائے، آمین۔

مسجد بیت القادر فیشٹا
تعمیر سے افتتاح تک

(یہ تفصیلی مضمون سابق صدر جماعت فیشٹا مکرم نصیر احمد بٹ صاحب کی طرف سے مہیا کی جانے والی معلومات اور الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ مؤرخہ 25 ستمبر 2015ء میں شائع شدہ رپورٹ مرتبہ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کے علم میں مزید معلومات ہوں تو ان سے درخواست ہے کہ تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع فرمائیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (صدر تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی)

مؤرخہ 11/ اکتوبر 2011ء کو سنگِ بنیاد رکھے جانے کے بعد 2013ء کے آخر میں مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ تعمیر مسجد کے لئے شعبہ سو مساجد کی طرف سے نگران (Bauleiter) مکرم عبد الرحمٰن سعودی صاحب مقرر ہوئے۔ مسجد کی تعمیر نواحی قصبہ Lohne Oldenburg کی ایک تعمیراتی کمپنی Zerhusen Frank, Bauunternehmen کے ذریعہ ہوئی جبکہ چھت کا کام ایک دوسری مقامی کمپنی Ruholl Bedachungen Dinklage نے کیا اور کھڑکیاں دروازے ایک تیسری کمپنی Scholz Fenster Dinklage نے لگائیں۔ بجلی کا کام مسجد کے ہمسائے میں قائم کمپنی Elektro Brüggen نے کیا۔ مسجد کی بیرونی دیواروں پر لگائی گئی اینٹیں فیشٹا شہر کی ہی کمپنی Olfry Vechta تیار کرتی ہے۔ تعمیر کے دوران بہت سا کام مقامی دوستوں نے وقارِ عمل کے جذبہ کے تحت بھی کیا۔ چونکہ تعمیراتی کمپنیوں میں کام کرنے کی وجہ سے مقامی جماعت کے بعض دوست تعمیر کی مہارت اور تجربہ رکھتے ہیں، اس اعتبار سے بہت سے ایسے کام جو عموماً متعلقہ فرموں سے کروائے جاتے ہیں، یہاں ان احباب کے تعاون سے ہوئے جس کے نتیجہ میں مجموعی طور پر ڈیڑھ لاکھ یورو سے زائد کی بچت ہوئی۔ ان ماہرین میں محترم سید عقیل احمد صاحب اور مکرم نصیر احمد بٹ صاحب سرِفہرست ہیں۔ ان کی نگرانی میں ہونے والے مختلف پروفیشنل کاموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ سیوریج کا مکمل نظام
2۔ مسجد کا فرش
3۔ دیواروں پر پلستر
4۔ پلاٹ کی مکمل صفائی
5۔ رنگ و روغن
6۔ دروازوں کی تزئین و آرائش
7۔ نمی سے بچاؤ کے لئے تمام مسجد کے گرد ایک تہ کا لگایا جانا
8۔ تعمیری کام کرنے والی Vechta کی مقامی فرموں سے اندازاً چھپن ہزار یورو کی رعایت کرائی گئی۔
9۔ آرکیٹکٹ کی طرف سے کی گئی خصوصی رعایت۔
10۔ کھڑکیوں اور دروازوں کی خرید و تنصیب۔
11۔ گنبد کی تعمیر۔

سیّدنا امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت القادر فیشٹا کی افتتاحی تختی کی رونمائی فرما رہے ہیں

مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر اس کا باقاعدہ افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 9/جون 2015ء بروز منگل کو فرمایا تاہم محترم امیر صاحب کی اجازت سے 25/دسمبر 2014ء کو مقامی احباب جماعت نے نمازوں کی ادائیگی شروع کر دی تھی۔

تقریب افتتاح

مورخہ 9/جون 2015ء بروز منگل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سلام Iserlohn کا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد مسجد بیت القادر کے افتتاح کے لئے شام چھ بج کر بیس منٹ پر Vechta میں ورود فرما ہوئے۔ جہاں مقامی احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ بچیاں اور بچے بلند آواز میں دعائیہ نظمیں اور خیرمقدمی ترانے پڑھ رہے تھے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ایک واقفِ نَو بچے عزیزم حمزہ احمد بٹ نے پھولوں کا گلدستہ حضور اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔

اس کے بعد ریجنل امیر مکرم مبشر احمد ساجد صاحب، صدر جماعت نصیر احمد بٹ صاحب اور ریجنل مربی سلسلہ مکرم عثمان نوید صاحب نے خوش آمدید کہتے ہوئے شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے استقبال کے لئے جمع سب احباب و خواتین کو السلام علیکم کہا۔ اس موقع پر Vechta شہر کے ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus صاحب اور صوبائی ممبر پارلیمنٹ Stephan Siemer صاحب نے بھی مصافحہ کی سعادت پائی۔

یہاں ورود کے فوراً بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار پر نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے آئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں چیری (Cherry) کا پودا لگایا اور Vechta شہر کے ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus صاحب نے ناشپاتی کا پودا لگایا۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خصوصی طور پر لگائے گئے شامیانے میں تشریف لے آئے جہاں مسجد بیت القادر کی افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو ملک عثمان نوید صاحب مربی سلسلہ نے کی اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ مکرم رمیض احمد صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی خطاب کیا اور Vechta شہر اور یہاں قائم جماعت کا تعارف کروایا۔ آپ نے مقامی جماعت کی بعض خدمات اور تبلیغی کاوشوں کا بھی ذکر کرنے کے بعد مسجد کے بارہ میں تفصیل بتائی کہ اس کا کل مسقّف حصّہ 257 مربع میٹر ہے جس میں نمازوں کے لئے دو ہال (مردانہ و زنانہ)، ایک کثیر المقاصد بڑا کمرا، بنیادی نوعیت کی لائبریری، باورچی خانہ اور بیت الخلاء ہیں۔ مسجد کے میناروں کی بلندی نو میٹر، گنبد کا قطر چھ میٹر ہے اور بیس گاڑیوں کے لئے پارکنگ کی جگہ ہے۔

ڈپٹی میئر کا خطاب

امیر صاحب جرمنی کے خطاب کے بعد ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus نے اِستقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہاں مدعو کیا گیا۔ میں اس بات کا بھی شکرگزار ہوں کہ شہر Vechta کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں کیا گیا ہے۔ مسجد کا افتتاح آپ کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی انتہائی خصوصیت کا حامل ہے اور میں اس موقع پر شہر کی اِنتظامیہ کی طرف سے مبارکباد کا پیغام دیتا ہوں۔ یہ مسجد نہ صرف ملنے کی جگہ ہے بلکہ اس بات کی بھی علامت ہے کہ اسلام اسی طرح اس سوسائٹی کا حصہ ہے جس طرح دوسرے مذاہب اس شہر کا حصہ ہیں۔ یہاں مسجد تعمیر ہونے سے اب Vechta شہر جماعت احمدیہ کا وطن بن گیا ہے اور اپنے وطن میں انسان Integrate بھی ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ سب کو تسلیم کر کے مل جل کر رہا جائے اور کسی سے نفرت کا اظہار نہ کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ وہ حقیقت میں یہ بات کر کے بھی دکھاتی ہے اور سب سے پیار اور محبت سے پیش آتی ہے۔ آخر پر موصوف نے دعا کی کہ عزت مآب خلیفۃ المسیح! آپ

ڈپٹی میئر جناب Claus Dalinghaus

خیریت سے واپس جائیں اور پھر ضرور دوبارہ بھی یہاں ہمارے پاس تشریف لائیں۔ اس کے بعد میئر موصوف نے شہر Vechta کے حوالہ سے مسجد کا ایک سوونیئر اور دو عدد شیلڈز حضورِ پُرنور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیں۔ پہلی شیلڈ Stadt Vechta کی طرف سے تھی جبکہ دوسری جناب Willibald Meyer Burgermeister Golden Stadt کی طرف سے تھی۔ ہر دو شیلڈیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مقامی صدر مکرم نصیر احمد بٹ صاحب جماعت کو عطا فرمادیں جنہیں مسجد میں نمائش کے لئے رکھ دیا گیا۔

صوبائی ممبر پارلیمنٹ کا ایڈریس

میئر کے ایڈریس کے بعد صوبائی ممبر پارلیمنٹ جناب Stephan Siemer نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ نے مسجد کے افتتاح کے لئے دعوت دی ہے۔ میں جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتا رہتا ہوں۔ آج Vechta میں آپ کی کاوشوں اور محنت کا پھل مسجد کی تعمیر کی صورت میں مل رہا ہے۔ جس میں آپ اپنے طریق کے مطابق عبادت کرسکیں گے۔

موصوف نے کہا: آپ نے اپنے دعوت نامہ میں امن، سلامتی، وسعت حوصلہ، باہمی گفتگو اور انسانیت کی مدد اور خدمت کا جذبہ پیش کیا ہے۔ میں اس حوالہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس علاقہ میں مختلف مذاہب آباد ہیں۔

صوبائی ممبر پارلیمنٹ جناب Stephan Siemer

پروٹسٹنٹ، کیتھولک بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ آج کل مختلف مذاہب میں بڑے مسائل پائے جاتے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا بہت ضروری ہے۔ سب مذاہب والے اپنے اپنے طریق کے مطابق رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے پیش آئیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ وہ زمانہ دوبارہ نہ آئے جس میں پھر سے لڑائیاں ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

اس تقریب کا آخری خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اردو میں فرمایا جس کا رواں جرمن ترجمہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

Head phones کے ذریعہ پیش کیا گیا۔ تشہد و تعوّذ اور تسمیہ کے بعد آپ نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پہلے تو میں آئے ہوئے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ ہمارے اس فنکشن میں آئے جو خالصتاً مذہب سے تعلق رکھنے والی ایک جماعت کا مذہبی فنکشن ہے اور اس کی عبادت گاہ کا افتتاح ہے۔ اور یہ بات یقیناً آپ کے کھلے دل و دماغ کی نشاندہی کرتی ہے اور ان کا اظہار کرتی ہے۔ باوجودیکہ آپ احمدی نہیں ہیں پھر بھی آپ اس فنکشن میں آئے اور نہ صرف اس فنکشن میں آئے بلکہ آپ کے اس اظہار سے اور بھی زیادہ میرے شکرگزاری کے جذبات اُبھرتے ہیں کہ آپ کو انتظامیہ نے ساڑھے پانچ بجے کا وقت دیا تھا لیکن میرے سفر کی وجہ سے آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ ہم نے ایک لمبا سفر کیا اور پھر راستہ میں ایک دوسرے شہر میں جو کہ یہاں سے دواڑھائی سوکلومیٹر دور ہے، ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ وہاں تقریب ہوئی اور پھر وہاں سے چلے تو ظاہر ہے جب سفر لمبا ہو اور راستے میں بعض ٹریفک کی روکیں بھی حائل ہوجائیں اور فنکشن بھی ہوں تو دیر ہوجاتی ہے۔ اس لئے میں پہلے تو آپ سب سے معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے باوجود آپ نے ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کیا اور یہ بہت بڑی بات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اور میری یہ شکرگزاری اس لئے بھی ہے کہ میں اُس نبی ﷺ کو ماننے والا ہوں جنہوں نے فرمایا کہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ کبھی خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔ گویا کہ یہ شکرگزاری بھی میری عبادت کا حصہ ہے۔ مجھے مسجد جاکر نماز پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اگر میں آپ لوگوں کے نیک جذبات اور احساسات کا خیال نہ کروں اور آپ کا شکرگزار نہ بنوں۔

ہمارے نزدیک مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور ہر عبادت کی جگہ خدا تعالیٰ کا گھر ہوتا ہے۔ اسی لئے جب کفارِ مکّہ نے آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ جانے کے بعد آپ ﷺ پر حملہ کیا اور اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی جنگی ساز و سامان نہ تھا۔ اس وقت مسلمانوں کو حکم ہوا کہ بہت صبر کرلیا، تیرہ سال تک صبر کیا ہے، اب ان دشمنوں کے ہاتھ روکنے ہوں گے اور سختی سے جواب دینا ہوگا۔ لیکن سختی کیا صرف مسلمانوں کو بچانے کیلئے؟ نہیں۔ فرمایا: سختی اس لئے کرو کہ اگر آج ان پر سختی نہ کی گئی تو یہ مذہب کے مخالف لوگ جو خدا کے گھروں کو آباد نہیں دیکھنا چاہتے، جو یہ نہیں چاہتے کہ لوگ کسی مذہب کے ساتھ تعلق رکھیں اور اپنی عبادت گاہوں کو آباد کریں، یہ ان کو ختم کردیں گے۔ اس لئے قرآنِ کریم میں بڑا

مسجد بیت القادر کی افتتاحی تقریب کا ایک وسیع منظر

واضح لکھا ہوا ہے کہ اگر ان کے ہاتھ نہ روکے تو نہ کوئی چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی سینا گاگ (synagogue) باقی رہے گا، نہ کوئی اور عبادت خانہ باقی رہے گا، نہ مسجد باقی رہے گی۔ گویا کہ مسلمانوں نے صرف مسجد کا دفاع نہیں کرنا بلکہ ہر عبادت خانہ کا دفاع کرنا ہے۔ چرچ کے تقدس کو بھی قائم رکھنا ہے، سینا گاگ (synagogue) کی بھی حفاظت کرنی ہے اور دوسرے temples اور عبادت گاہوں کو بھی قائم رکھنا ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو مسجد بنانے کے ساتھ ہمارے لئے ایک لائحہ عمل ہے۔ پس اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم مساجد بناتے ہیں اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نہ صرف تمام مذاہب کے ماننے والوں کی عزت و احترام کرتے ہیں، ان کے بانیان کی عزت و احترام کرتے ہیں بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر ہماری عبادت مکمل ہی نہیں ہوسکتی۔ اور پھر یہ بھی کہ نہ صرف احترام ہے بلکہ اگر ہمیں کسی بھی دوسرے مذہب کے لوگ اپنی عبادت کے گھروں کی حفاظت کے لئے بلائیں تو اس کے لئے بھی جماعت احمدیہ مسلمہ ہر وقت جانے کے لئے تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ عبادت کرو۔ اور قرآنِ کریم میں بے شمار جگہ یہ حکم دیا کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ کو مانتے ہوئے جہاں تم اس کی عبادت کرو وہاں بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔ تکبر اور نخوت کو دُور کرو۔ عاجزی کو اختیار کرو اور عاجزی سے اپنے بھائیوں کی، اپنے ہم قوموں کی بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کی خدمت کرو۔ پس یہ وہ چیز ہے جو ہمیں یعنی مساجد میں آنے والوں کو اپنانے کا حکم ہے۔ تو اگر یہ ہو گا تو تبھی خدا تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو گی اور تبھی عبادت کے حق بھی ادا ہوں گے۔

اس وقت میرے سامنے اکثریت ان کی بیٹھی ہے جو احمدی نہیں ہیں۔ باہر ضرور ہوں گے جو میری باتیں سن رہے ہوں گے لیکن میرے سامنے اکثریت مقامی لوگوں کی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ احمدیوں کے یہاں تعلقات اچھے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کے بننے کے بعد جس کا مقصد ہی ان تعلقات کو وسیع کرنا ہے اور انسانیت کی قدروں کو قائم کرنا ہے۔ امید ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہاں کے احمدی مزید کوشش کریں گے۔

بانی جماعت احمدیہ جن کو ہم مسیحِ موعودؑ اور مہدی معہودؑ مانتے ہیں نے فرمایا کہ میں دو مقصد لے کر آیا ہوں۔ اگر، میرے ماننے والو! ان دو مقاصد کو پورا نہیں کرتے تو تم میری جماعت میں شامل نہیں ہو۔ تمہیں احمدی مسلمان کہلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم پھر اسی طرح شدّت پسند ہو جس طرح دوسرے گروہ ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور وہ دو مقصد یہ ہیں۔

ایک تو میں یہ مقصد لے کر آیا ہوں کہ انسان کو اس کے پیدا کرنے والے کے قریب کروں اور اس کی صحیح عبادت کرنے والا بناؤں۔ اور دوسرا مقصد یہ کہ انسانوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاؤں۔ پس یہ دو بڑے مقاصد ہیں، جس کے لئے جماعت احمدیہ قائم کی گئی اور یہ وہ مقاصد ہیں جن کی انجام دہی کے لئے جماعت احمدیہ دنیا کے ہر شہر میں، ہر کونہ میں کوشش کر رہی ہے اور اسی لئے ہماری مساجد بھی قائم کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ اور دوسرے غریب ملکوں میں ہم خدمتِ انسانیت کی کوشش کر رہے ہیں۔ صرف مذہبی جماعت ہونے کا حق ادا نہیں کر رہے۔ صرف اپنی عبادتوں کی طرف توجہ نہیں دے رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سکول بھی چل رہے ہیں اور بغیر کسی امتیاز کے سکولوں میں غریب بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے بلکہ بعض ممالک میں ہمارے بہت سے سکول ایسے ہیں جن میں احمدی تو کیا مسلمان بھی نہیں ہیں، عیسائی اور لامذہب لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور بغیر کسی امتیاز کے ہم انہیں تعلیم دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں پرائمری سکول بھی ہیں، سیکنڈری سکول بھی ہیں۔

اس کے علاوہ ہمارے بہت سے ہسپتال اور ہیلتھ کیئر سنٹر (Healthcare Centre) بھی ہیں جو خدمتِ انسانیت کر رہے ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی امتیاز کے افریقہ کے دُور دراز ممالک میں ہم پانی مہیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں رہنے والے لوگوں کو احساس نہیں ہوتا کیونکہ آپ tap کھولتے ہیں تو پانی حاضر ہو جاتا ہے۔ لیکن افریقہ میں مَیں نے آٹھ سال گزارے ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ وہاں کے لوگ پانی کے لئے کس

طرح ترستے ہیں۔ وہ بچے جو آپ کے بچے ہیں، جن کے لئے آپ سات آٹھ سال کی عمر میں اس فکر میں ہوتے ہیں کہ انہیں اچھی خوراک دیں، ان کی اچھی نشوونما کریں۔ ان کو اچھی تعلیم دلوائیں۔ وہ بچے سروں پر بالٹیاں رکھ کر دو دو تین تین کلومیٹر جاتے ہیں اور وہاں کے گندے pond سے اپنے گھروں کے لئے بارش کا پانی لے کر آتے ہیں۔ تو ایسے حالات میں جماعت احمدیہ یہ بھی کوشش کر رہی ہے کہ لوگوں کو ان کے گھروں کے پاس پینے والا پانی مہیا کیا جائے۔ اور پھر وہ پانی جو وہ بالٹیوں میں لے کر آتے ہیں وہ بھی ایسا ہے جس کو دیکھ کر آپ شاید اس میں ہاتھ ڈالنا بھی پسند نہ کریں کہ اتنا گندا پانی ہوتا ہے لیکن وہ اسے پینے پر مجبور ہیں۔ جماعت احمدیہ نے پانی مہیا کرنے کے لئے بہت سارے پروجیکٹس شروع کئے ہیں اور پمپ بھی لگا رہے ہیں۔ اور بہت سارے پمپ جو UN نے لگائے اور خراب ہو گئے اور ان کا پوچھنے والا کوئی نہیں تھا ان کو rehabilitate بھی کیا تا کہ لوگوں کے گھروں میں صاف پینے کا پانی مہیا ہو جائے۔ اور اب جب یہ پمپ لگتے ہیں اور وہاں سے صاف پانی نکلتا ہے تو وہاں کے لوگوں کی، عورتوں اور بچوں کی جو چہرے کی خوشی ہوتی ہے وہ دیکھنے والی ہوتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو صاف پانی مہیا کر دیا اور وہ چار چار کلومیٹر دور سفر کر کے ایک بالٹی پانی کی اٹھانے سے بچ گئے۔ پس یہ کام ہیں جو جماعت احمدیہ خدمتِ انسانیت کے لئے کر رہی ہے۔

پھر اسی طرح جماعت احمدیہ ماڈل ویلیج پروجیکٹ بھی چلا رہی ہے جس میں وہاں کے لوگوں کو سٹریٹ لائٹس مہیا کی جاتی ہیں، کمیونٹی ہال بنایا جاتا ہے اور گرین ہاؤس بنا کر ان کو تھوڑی سی مقامی طور پر ویجیٹیبل (vegetable) وغیرہ اُگانے کے لئے موقع مہیا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پانی کے پروجیکٹ بھی اس میں شامل ہیں۔ اور یہ کسی خاص جگہ پر نہیں ہو رہا بلکہ ہر جگہ، کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا شخص ہو اس کے لئے یہ پروجیکٹ چل رہے ہیں۔ پس خدمتِ انسانیت ایک بہت بڑا کام ہے جو جماعتِ احمدیہ کر رہی ہے۔

بہت سے چرچز بھی ہیں جو یہ کام کرتے ہیں اور بڑے وسیع پیمانے پر بھی کرتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ جس طرح آپ نے یہاں دیکھا کہ یہ مسجد بنائی تو والنٹیئرز نے بنائی اور بہت سا کام انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے کیا۔ یورپ سے اور دوسرے ملکوں سے ہمارے پڑھے لکھے انجینئرز، ڈاکٹرز اور دوسرے لوگ volunteer کے طور پر اپنے خرچ پر جاتے ہیں اور جو یہاں کاروں میں بیٹھ کر سفر کرنے والے ہیں، شہروں میں رہنے والے اور یورپ میں رہنے والے ہیں، جن کو آٹوبان کے بغیر ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کا شاید تصور بھی نہ ہو، یا جہاں پکی سڑک کے بغیر جا نہ سکتے ہوں وہ وہاں جا کر کچے راستوں پر بعض اوقات موٹر سائیکلوں پر بیٹھ کر اور بعض اوقات سائیکلوں پر بیٹھ کر جاتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں۔ کوئی چار ہفتوں کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے کوئی آٹھ ہفتے کے لئے۔ یہ خدمتِ انسانیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ پس یہ کام جماعت احمدیہ کا ہے اور یہی وہ کام ہے جس کے لئے جماعت احمدیہ دنیا میں ہر جگہ پیغام دیتی ہے اور مجھے امید ہے کہ یہی باتیں آپ لوگوں کو پتہ لگی ہوں گی اور ان کے اظہار احمدیوں سے ہوئے ہوں گے تبھی آپ کے احمدیوں سے ایسے تعلقات ہیں کہ مجھے یہاں آج بے شمار مقامی لوگ نظر آ رہے ہیں، جن کا مذہبی لحاظ سے جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں اور اس کے باوجود ہمارے ایک مذہبی فنکشن میں شامل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بھی جزا دے، آمین۔

ایک بات ہمارے امیر صاحب نے یہاں کی کہ یہ شہر اس لحاظ سے بھی مشہور ہے کہ یہاں بچوں کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے، یا ہوا کرتی تھی۔ آگے جو فقرہ ترجمہ کرنے والے نے ترجمہ کیا تھا وہ یہ تھا کہ یہی کام جماعت احمدیہ کرتی ہے۔ تو مجھے پتہ نہیں کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے۔ لیکن اگر ان کی مراد یہ تھی کہ بچے پیدا کرنے کا کام جماعت احمدیہ کرتی ہے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کو زیادہ سے زیادہ بچے عطا فرمائے تا کہ پھر صحیح رنگ میں ان کی تعلیم و تربیت کر کے اس شہر کے لئے مزید نمونے قائم کر سکیں۔ پس آئندہ نسلوں میں نیکیوں کو جاری رکھنا بھی بڑی بات ہے، جس کی طرف جماعت احمدیہ بہت توجہ دیتی ہے اور توجہ دینی چاہئے۔

ہمارے نیشنل امیر صاحب نے مسجد کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ایک بات یہ بھی کہی کہ یہ مسجد پتھر سے بنائی گئی ہے۔ ایک تو پتھر کی ظاہری خوبصورتی ہے لیکن پتھر کی بُری مثالیں بھی ہیں۔ ہمارے ہاں ایک مثال ہے کہ جو آدمی دوسروں کے جذبات کا خیال نہ رکھتا ہو، جو دوسروں کے احساسات کا خیال نہ رکھتا ہو، جو دوسرے کی بات سمجھنے کی کوشش نہ کرتا ہو وہ پتھر دل ہوتا ہے۔ لیکن قرآنِ کریم نے ہمیں ایک اور مثال بھی دی ہے کہ کچھ لوگ تو پتھر دل ہوتے ہیں، کچھ نہیں ہوتے اور کچھ پتھر سے بھی زیادہ سخت دل ہوتے ہیں۔ بلکہ پتھروں میں سے بھی کچھ ایسے ہیں جن سے پانی کے چشمے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ تو امید ہے کہ جماعت احمدیہ کے وہ افراد جو اس مسجد میں عبادت کرنے آئیں گے تو پتھر سے بنی ہوئی مسجد دیکھ کر ان کے دل پتھر کی طرح سخت نہیں ہو جائیں گے بلکہ ان پتھروں کی طرح ہوں گے، جن میں سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اور ہر احمدی کا جو یہاں عبادت کرنے کے لئے آئے گا دل ایسا ہو جائے گا جس میں سے دوسروں کے لئے محبت اور پیار کے چشمے پھوٹیں گے اور یہی ہمارا مقصد ہے کہ اسی طرح دنیا میں محبت اور پیار کو پھیلائیں۔ تبھی ہم اپنے اس نعرے پر عمل کرنے والے ہوں گے کہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'۔ پس یہ جماعت احمدیہ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ احمدی اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کریں گے اور آپ شہریوں سے بھی یہی

کہوں گا کہ اگر آپ دیکھیں کہ یہ فرض ادا نہیں ہو رہا تو مجھے ضرور بتائیں۔

دوسرے نائب میئر صاحب نے یہاں مسجد کی خصوصیات کا ذکر کیا اور اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ ان کا بھی شکر ادا کرتا ہوں۔ اسلام کے بارے میں جو توقعات انہوں نے بیان کیں یا جو ان کا خیال تھا کہ یہ اسلام کی حقیقی روح ہے ان شاءاللہ اس مسجد کے بننے کے بعد اس سے بڑھ کر احمدی مسلمانوں کے رویّوں سے اور ان کے ہر عمل سے ان کا اظہار ہو گا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انٹیگریشن (integration) کی بات ہو رہی ہے تو میری نظر میں integration صرف ظاہری میل جول نہیں بلکہ حقیقی integration اس وقت ہوتی ہے جب یہاں آ کر آباد ہونے والے احمدی جو دوسرے ملکوں سے آئے ہیں اور یہاں آ کر ان کو جرمنی کی شہریت مل گئی ہے اور یہاں آ کر ان کو وہ تمام فوائد حاصل ہیں جو ایک جرمن شہری کو حاصل ہیں اور ان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تو اصل انٹیگریشن یہ ہے کہ اب اس ملک سے کامل وفاداری ان کے ایمان کا حصہ ہو۔ اگر مکمل ایمانداری نہیں دکھاتے، ملک کی ترقی میں حصہ نہیں لیتے، یہاں کے معاشرے کی بہتری کے لئے اپنی سوچوں کو، اپنی عقلوں کو اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح طرح integrate نہیں ہو رہے اور نہ اپنے ایمان کا صحیح حق ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری وطن سے محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔ پس میرا خیال ہے کہ ان سب کا اظہار احمدیوں کی طرف سے ہوتا ہے تبھی یہ نظارے نظر آ رہے ہیں۔ اور ان شاءاللہ آئندہ پہلے سے بڑھ کر نظر آئیں گے۔

ان کی ایک بات مجھے بہت اچھی لگی کہ ہمیں ایک دوسرے کے جذبات کا احساس کرنا چاہئے۔ اب یہی بات راستے میں جہاں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ کر آیا ہوں، وہاں بھی میں نے کہی تھی کہ اگر ہم ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں گے، ان کا احساس کریں گے، ان کے احساسات کو محسوس کریں گے، تبھی ہم حقیقی رنگ میں آپس میں محبت اور پیار سے رہ سکتے ہیں اور تبھی ہم ایک حسین معاشرے کو، ایک خوبصورت معاشرے کو جنم دے سکتے ہیں۔ اور مذہب آتا ہی اس لئے ہے کہ آپس میں محبت اور پیار پیدا کرو۔ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ مذہب کا معاملہ تمہارے دل کے ساتھ ہے۔ جس کی جو مرضی ہے وہ مذہب قبول کرے لیکن انسانی قدروں کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کا بہر حال خیال رکھو۔ اگر یہ نہیں کر رہے تو تم اچھے انسان نہیں ہو اور اگر اچھے انسان نہیں تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھی حق ادا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح میں ان کے تحفے کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے مجھے دیا۔

پھر ایم پی صاحب نے بھی کچھ باتیں کیں۔ ایک بات انہوں نے اختلافات کے بارہ میں کی اور یہاں کے اختلافات کی تاریخ بتائی۔ پھر یہ بھی بتا دیا کہ ایک ایسے چرچ میں دو مختلف فرقے اپنی اکٹھی عبادت بھی کرتے ہیں۔ تو یہ بہت بڑی خوبی ہے اور یہی اصل چیز ہے جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اگر ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں گے تو اُس واحد خدا کی عبادت کے لئے جو ہمارا پیدا کرنے والا ہے بنائی گئی عبادت گاہیں بھی ایک دوسرے کو استعمال کے لئے دے سکتے ہیں اور اکٹھے ان میں عبادت بھی کر سکتے ہیں۔ تو ہر مذہب امن اور پیار کی تعلیم لے کر آیا لیکن ان مذہبوں کو بگاڑ دیا گیا۔ بانی جماعت احمدیہ نے یہی بات ہمیں بتائی کہ مذہب بگڑ چکے ہیں اب انہیں دوبارہ پیار اور محبت کی تعلیم دینے کے لئے میں آیا ہوں اور پھر اپنے ماننے والوں کو کہا کہ ہر وہ شخص جو مجھے مانتا ہے، اس کا یہ فرض ہے کہ اس محبت اور پیار کی تعلیم کو اور انسانی قدروں کو قائم کرے تبھی تم خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر سکو گے اور مسجدوں کے حق بھی ادا کر سکو گے۔

آج دنیا کو امن کی ضرورت ہے۔ دنیا میں بہت بڑا فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صرف مڈل ایسٹ میں فساد ہے یا بعض عرب ملکوں میں فساد ہے۔ یا ایسٹرن یورپ کے ملکوں میں فساد ہے۔ یہ فساد تھوڑے تھوڑے فساد ہی ہوتے ہیں جو بڑھتے بڑھتے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اور یہی نظارے ہمیں پرانی جنگوں کی تاریخ سے نظر آتے ہیں۔ پس اس بارے میں ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ یہ فساد جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے اس کو ہم روکیں اور امن اور پیار اور محبت اور بھائی چارے کی تعلیم کو بھی پھیلائیں اور اپنے عملوں سے ایک دوسرے کی مدد کرنے کی کوشش کریں۔ تا کہ جہاں ہم ایک دوسرے کو محفوظ کرنے والے ہوں گے وہاں آئندہ نسلوں کو بھی محفوظ کرنے والے ہوں گے۔ آئندہ آنے والی نسلیں اگر ہماری بے احتیاطی کی وجہ سے جنگ کا شکار ہوئیں تو اس کے بہت بُرے نتائج نسل در نسل نظر آئیں گے اور وہ نسلیں پھر ہمیں الزام دیں گی۔ اس لئے ہمیں آج محبت اور پیار پھیلانے کی ضرورت ہے جس کے لئے ہمیں پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے۔ اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم کوشش کر سکیں۔

احمدیوں کو میں ساتھ ساتھ توجہ دلاتا رہا ہوں، دوبارہ خاص طور پر احمدیوں کو کہتا ہوں کہ اب یہ مسجد بننے کے بعد لوگوں کی توجہ پہلے سے بڑھ کر آپ کی طرف ہو گی اس لئے پہلے سے بڑھ کر آپس میں بھی محبت اور پیار کا اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق بھی ادا کریں اور اس مسجد کے بنانے کے بعد اپنے ماحول کا حق بھی ادا کریں۔ خدمتِ انسانیت بھی کریں اور پہلے سے بڑھ کر محبت اور پیار کا پیغام اس شہر میں بھی اور اپنے ہمسایوں میں بھی پھیلاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے، آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی جس کے بعد پروگرام کے مطابق مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

ریڈیو NDR کے نمائندہ کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو

کھانے کے فوراً بعد ریڈیو NDR کے ایک صحافی نمائندہ نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا جو اسی روز نشر ہوا۔

☆ صحافی نے سوال کیا کہ مذہبی رواداری اور برداشت کے متعلق جن اسلامی تعلیمات کے بارہ میں آپ نے بیان کیا ہے، سعودی عرب اور دنیا میں موجود دوسرے مسلمان ان تعلیمات پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

اس کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا کام تو صرف اسلام کی حقیقی اصل تعلیمات پیش کرنا ہے۔ میں کسی پر زبردستی تو نہیں کرسکتا یا کسی کو مجبور تو نہیں کرسکتا۔ اور جہاں تک ہماری جماعت کا تعلق ہے تو میں ہمیشہ انہیں کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل اور خوبصورت تعلیمات پر عمل پیرا رہیں۔ میں جہاں بھی جاتا ہوں یا جہاں بھی مجھے کچھ کہنے کا موقع ملتا ہے تو میں ان سے یہی چیز کہتا ہوں۔ پس میں زبردستی تو نہیں کرسکتا لیکن ہر جگہ یہی پیغام دیتا ہوں کہ اسلام کا نام بدنام مت کرو بلکہ ایک مرتبہ تو میں نے انہیں براہِ راست مخاطب کرکے بھی کہا ہے کہ اسلام کا نام بدنام مت کرو۔ اسلام تو امن کا مذہب ہے۔ خدارا اپنے مذہب کی خاطر اپنے ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کی بجائے اصل اسلامی تعلیمات پر عمل کرو۔

☆اس کے بعد اس نمائندہ صحافی نے پوچھا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جرمنی میں جماعت احمدیہ کے مستقبل کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: یہاں جرمنی میں جماعت بہت فعّال ہے۔ نوجوان طبقہ پڑھا لکھا ہے۔ ہمارے جو بچے سکولوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں اُن میں کافی ذہین اور قابل طالبعلم ہیں۔ اسی طرح نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد یونیورسٹیوں سے گریجوایشن اور ماسٹرز کررہی ہے اور بعض پی ایچ ڈی اور ریسرچ بھی کررہے ہیں۔ ہم اپنے نوجوانوں کو یہی کہتے ہیں کہ دنیاوی علم بڑھانے کے ساتھ ساتھ اپنے بنیادی فرض یعنی اپنے خالق کو پہچاننے اور اس کی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرنا نہ بھولیں۔

ریڈیو چینل کا نمائندہ سیّدنا امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو کررہا ہے

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت کچھ دیر کے لئے لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین نے شرفِ زیارت پایا اور اپنے آقا کا دیدار کیا اور بچیوں کے گروپس نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے اور اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی مارکی سے باہر تشریف لائے تو بچے ایک قطار میں کھڑے ہوچکے تھے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ جہاں لوکل انتظامیہ اور وقارِعمل کرنے والے خدام، انصار اور جرمن مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سے باہر تشریف لائے۔ اس موقع پر موجود، اس تقریب میں شامل ہونے والے احباب جماعت کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

مہمانوں کے تأثرات

مسجد بیت القادر کے افتتاح کی تقریب کے موقع پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خطاب فرمایا اس کا مہمانوں پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمانوں نے برملا اپنے جذبات اور تأثرات کا اظہار بھی کیا۔

☆ایک مہمان نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح جیسے عظیم وجود نے معذرت کرکے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔ یہ صرف احمدیوں کا ہی خلیفہ نہیں بلکہ ہمارا بھی خلیفہ ہے۔ ہم سب کا خلیفہ ہے۔

☆ ایک مہمان نے کہا: خلیفۃ المسیح نے باقی سپیکرز کی باتوں کو لے کر ان کے بارہ میں اسلامی تعلیم بیان کرکے ان کی باتوں کو ایک تاج پہنا دیا ہے۔

☆ہمسایہ میں رہنے والی ایک خاتون جو بالکل سڑک کے دوسری طرف رہتی ہیں انہوں نے کہا کہ: مسجد کی تعمیر سے پہلے میں جماعت کو نہیں جانتی تھی اور میرا یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے آج اسلام کا ایک بالکل نیا چہرہ دیکھنے کو ملا جس کا مجھے پہلے پتہ ہی نہیں تھا کیونکہ مَیں آپ لوگوں کو نہیں جانتی تھی۔ موصوفہ نے مزید کہا: آپ کے خلیفہ کو دیکھ کر لگا کہ جیسے وہ ہمارے اپنے ہیں۔ وہ بہت دل موہ لینے والی شخصیت ہیں۔ ان کے اندر انسانیت کی تڑپ نظر آئی۔ وہ اجنبیوں کی طرح نہیں بول رہے تھے بلکہ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ہم میں سے ہی ہیں۔

☆ اس تقریب میں شامل ایک عمر رسیدہ شخص نے کہا کہ: 'ٹھیک ہے۔ ہمیں تھوڑا بہت انتظار تو کرنا پڑا لیکن آپ کے خلیفہ نے جس طرح ہمارا شکریہ ادا کیا

اور جس طرح معذرت کا اظہار کیا وہ بہت ہی پیارا انداز تھا۔ ہم سارا انتظار بھول گئے۔ موصوف نے کہا کہ: اگر Pope اس طرح کی تقریب میں تاخیر سے آتے تو وہ کبھی معذرت نہ کرتے۔ شاید انہیں معذرت کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ لیکن دوسری طرف حضور جو ایک مقدس وجود ہیں نے معذرت کی جو یقیناً آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔ جونہی حضور نے معذرت کے الفاظ کہے ہم سب کے چہرے تمتما اُٹھے۔

☆ ریڈیو کے ایک نمائندہ جو اس تقریب میں موجود تھے وہ کہنے لگے کہ جب آپ لوگوں کے خلیفہ تشریف لائے تو میرا سارا جسم کانپ اُٹھا۔ حضور سے ایک عجیب نور پھوٹ رہا تھا۔ حضور کی طرف سے خاص روشنی دکھائی دی۔

☆ اس تقریب میں شامل ایک جرمن خاتون نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا: حضور نے اپنی تقریر میں افریقہ کے بارہ میں جو باتیں بیان کیں وہ بالکل سچ ہیں۔ حضور جب افریقہ میں پانی کی تکلیف دہ صورتحال بیان کر رہے تھے تو میں سن کر کانپ اٹھی تھی۔ اور جب اسی تقریب میں مجھے پانی پیش کیا گیا تو حضور انور کے الفاظ سن کر افریقہ میں موجود غریبوں کا جو تصور ذہن میں آرہا تھا اسے محسوس کر کے میرے لئے پانی پینا مشکل ہو رہا تھا۔

☆ ایک سکول کی Head Mistress جو اس تقریب میں بطور مہمان شامل تھیں، نے کہا: میں پوپ سے بھی ملنے گئی تھی لیکن آج کا دن میری زندگی کا بہت بڑا اور اہم دن تھا جو میں نے خلیفہ کو دیکھا۔ خلیفہ نے میرا دل جیت لیا ہے۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کی مارکی میں تشریف لے کر گئے تو موصوفہ بھی حضور کا دیدار کرنے لجنہ کی مارکی میں گئیں۔ اس موقع پر اور بھی غیر احمدی جرمن خواتین حضور انور کو دیکھنے کے لئے دوڑتے ہوئے لجنہ کی مارکی کی طرف گئیں اور ان میں سے بعض عورتوں کی آنکھوں میں خوشی اور فرطِ جذبات سے آنسو تھے۔

☆ فیشٹا (Vechta) شہر میں عمارات کی منظوری دینے والے محکمہ کے انچارج جنہوں نے ہماری مسجد کی تعمیر کی بھی منظوری دی تھی وہ بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ وہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے: آپ کے خلیفہ کی تقریر حیرت انگیز تھی۔ امن کا پیغام اور خاص طور پر حضور انور کا یہ فرمانا کہ ملک سے وفاداری اور ملکی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور کسی رنگ و نسل کے امتیاز کے بغیر انسانیت کی خدمت کرنا بہت ہی اعلیٰ باتیں تھیں جو نہ صرف میرے لئے خوشی کا موجب ہیں بلکہ ان باتوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے ملک کے لئے ایسے اعلیٰ خیالات رکھتا ہے۔

☆ مقامی جماعت کے ایک دوست اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کو اگلے دن جب مٹھائی دینے گئے تو ایک میاں بیوی نے بتایا کہ جب ہم دونوں واپس گھر آئے تو رات دیر تک ہمارے سامنے آپ کے خلیفہ کا چہرہ بار بار آتا رہا۔

☆ اسی طرح مسجد بیت القادر کا نقشہ بنانے والے آرکیٹیکٹ کہنے لگے کہ: میں تو اس تقریب میں ایسا محو ہو گیا کہ مجھے وقت کا بالکل بھی پتہ نہیں چلا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ میں کوئی انتہائی دلچسپ فلم دیکھ رہا ہوں۔ حضور انور کے خطاب نے مجھ پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ موصوف کہنے لگے کہ: اگر فیشٹا میں آپ لوگوں کو کوئی تنگ کرے تو مجھے ضرور بتائیے گا میں آپ لوگوں کی مدد کروں گا۔

☆ فلسفہ کے ایک استاد بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ: حضور انور نے مسجد میں استعمال ہونے والے پتھر کی مثال دیتے ہوئے جو یہ نصیحت کی کہ آپ لوگوں کے دل پتھر نہیں بننے چاہئیں بلکہ ایسے دل ہوں جن سے چشمے پھوٹ رہے ہوں یہ بات مجھے بہت پسند آئی۔ ہمارے بعض احمدی طلباء ان سے پڑھتے ہیں انہوں نے بتایا کہ اگلے روز کلاس میں پروفیسر موصوف نے تقریباً پانچ منٹ تک تمام طلباء کو مسجد کی افتتاحی تقریب کے حوالہ سے بتایا اور جماعت کی تعریف کی۔

☆ تقریب کے بعد جب احبابِ جماعت کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بن رہی تھیں تو اس موقع پر سات آٹھ جرمن احباب نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فوٹو بنوانے کی درخواست کی۔ ان جرمن احباب کے چہروں سے محبت اور عقیدت نظر آرہی تھی۔ سات، آٹھ جرمن مہمانوں کے اس گروپ میں وائس میئر، ایک ڈاکٹر اور بعض دیگر اعلیٰ افسران بھی شامل تھے۔

☆ اسی طرح تقریب میں شامل متعدد مہمانان نے اظہار کیا کہ یہ اُن کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور انور امن کے سفیر ہیں اور ایک پُرشوکت انسان ہیں۔ انسانیت سے بہت قریبی اور گہرا تعلق ہے۔ حضور کے خطاب سے بے انتہا اعتماد ملا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور دنیا میں موجود مسائل کو بہت گہرائی سے دیکھتے ہیں اور پھر ان کا حل بتاتے ہیں۔

☆ مقامی جماعت نے اس تقریب سے قبل مقامی پریس سے رابطہ کیا تھا لیکن اُمید نہیں تھی کہ اس قدر وسیع اشاعت ہوگی۔ تاہم خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کے بابرکت وجود کی وجہ سے ایسی ہوا چلائی کہ تقریب کے موقع پر اندازوں کے برخلاف پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے لوگ پہنچ گئے۔ جرمنی کا ایک بہت بڑا ٹی وی چینل Sat-1 ہے اور اس کے بارہ میں گمان بھی نہیں تھا کہ اس کی نمائندگی ہوگی لیکن ان کا نمائندہ بھی آیا اور افتتاح کے حوالہ سے ٹی وی پر خبر نشر ہوئی۔ اسی طرح صوبے کے ریڈیو چینل NDR نے بھی اس پروگرام کی خبر نشر کی۔ ریڈیو میں بھی اس تقریب کے حوالہ سے بار بار اعلان ہوا۔ مختلف اخباروں نے اس مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے نمایاں خبریں اور آرٹیکلز بھی شائع کئے۔ حضور انور کی تقریر کے بعض حصوں کا بہت مثبت رنگ میں حوالہ دیا گیا۔ اس طرح لاکھوں افراد تک جماعت احمدیہ کا تعارف پہنچا۔

مسجد بیت القادر Vechta کے افتتاح کی ذرائع ابلاغ میں اشاعت

☆ Oldenburgische Volkszeitung علاقہ کا مقبول اخبار ہے جس کی اشاعت اکیس ہزار سے زائد ہے۔ اس اخبار نے مسجد بیت القادر کے افتتاح سے پہلے اور بعد متعدد خبریں شائع کیں۔ افتتاح سے قبل اس نے لکھا:

خلیفہ Vechta میں نئی مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں۔ آج احمدیہ جماعت جشن منا رہی ہے۔ سربراہ کا خطاب دنیا بھر میں نشر ہو رہا ہے۔ یہ اسلامی تنظیم اپنا ایک ٹیلیوژن چینل چلا رہی ہے۔ نئی عمارت کا خرچہ چندوں کے ذریعہ اٹھایا گیا۔

Vechta۔ نئی عمارت کے دفتر میں ایک تختی رکھی ہوئی ہے جس پر تحریر ہے: مسجد بیت القادر۔ اس کا ترجمہ ہے قادر مطلق کا گھر۔ اسلامی احمدیہ جماعت کے ممبران اس تختی کو بیرونی دیوار پر نصب کریں گے۔ پانچویں خلیفہ، حضرت مرزا مسرور احمد صاحب مسجد کا افتتاح کریں گے۔ انہوں نے قبل ازیں اکتوبر 2011ء میں بذات خود اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس مسجد میں عورتوں اور مردوں کے لئے الگ الگ دو نماز کے کمرے ہیں جن میں سے ہر ایک کا رقبہ 65 مربع میٹر ہے۔ علاوہ ازیں عمارت میں دو دفاتر، ایک لائبریری اور دو غسل خانے مع بیت الخلاء ہیں۔ اس کے ساتھ کثیر المقاصد ہال بھی ہے۔

☆ اسی اخبار نے 9 جون 2015ء کے شمارے میں مسجد بیت القادر کے افتتاح والے دن درج ذیل خبر شائع کی:

Vechta کے احمدی مسلمانوں کے لئے آج ایک عظیم دن ہے۔ یہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اسلامی تنظیم ضلع کے مرکزی شہر میں ایک نئی مسجد کا افتتاح کر رہی ہے۔ نصیر بٹ Vechta میں 154 احمدیوں کے صدر ہیں، انہوں نے اس موقع پر سیاسی اور غیر سیاسی مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ جلد ہی مسجد میں ایک open day کے لئے مدعو کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔

Kalif eröffnet Moschee in Vechta

Ahmadiyya-Muslime feiern mit Oberhaupt und mehr als 150 Gästen

Vechta (vk). Das Oberhaupt der islamischen Gemeinschaft Ahmadiyya Muslim Jamaat (AMJ) hat gestern Abend in Vechta eine neue Moschee eingeweiht. Hadhrat Mirza Masroor Ahmad forderte seine Glaubensschwestern und -brüder aus Vechta und Umgebung auf, sich nun noch intensiver an der Entwicklung der Gesellschaft zu beteiligen.

Der Kalif warb vor mehr als 150 Gästen aus Gesellschaft und Politik dafür, die Botschaft der Liebe zu verbreiten und andere Religionen zu tolerieren. Nach Angaben der AMJ verehren ihn weltweit mehrere zehn Millionen Anhänger als ihre Heiligkeit. In Vechta gibt es 154 Gemeindemitglieder. ▶ SEITE 10

Willkommen: Kalif Hadhrat Mirza Masroor Ahmad erhält vom stellvertretenden Bürgermeister Claus Dalinghaus ein Geschenk. Rechts: der Bundesvorsitzende Abdullah Uwe Wagishauser. Foto: Kläne

Oldenburgische Volkszeitung Mittwoch 10 juni 2015 Nr.132 seite 01_vechta

ایک مقامی اخبار میں شائع ہونے والی مسجد کے افتتاح کی خبر کا تراشہ

☆ پھر اسی اخبار نے اپنی 10 جون 2015ء کی اشاعت میں مسجد بیت القادر کے افتتاح کی خبر دیتے ہوئے لکھا:

خلیفہ صاحب Vechta میں مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں۔ احمدی مسلمانوں نے اپنے سربراہ اور 150 سے زائد مہمانوں کے ساتھ افتتاحی تقریب منعقد کی۔

احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ نے کل شام Vechta میں ایک نئی مسجد کا افتتاح کیا۔ حضرت مرزا مسرور احمد نے ممبران جماعت کو تلقین کی کہ اب پہلے سے زیادہ معاشرتی ترقی کی طرف توجہ دیں۔ خلیفہ نے مہمانوں کے سامنے جن کی تعداد 150 کے قریب تھی اور ان میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے احباب شامل تھے پیار پھیلانے اور دوسرے مذاہب سے رواداری سے پیش آنے کی تعلیم پیش کی۔ احمدیہ مسلم جماعت کے مطابق اس جماعت کے کئی ملین پیروکار ہیں اور Vechta میں ان کی تعداد 154 ہے۔

اس اخبار نے خبر کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر بھی شائع کی جس میں شہر کے ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کر رہے ہیں۔

☆ اسی اخبار نے بعنوان 'خلیفہ صاحب نے مذاہب کے مابین رواداری سے پیش آنے کی تلقین کی' تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک اور خبر شائع کی کہ: احمدی مسلم جماعت کے دنیا بھر کے سربراہ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ integrate ہوں۔ 150 سے زائد مہمان Vechta کی مسجد کے افتتاح پر تشریف لائے۔ اس مسجد کا نام قادر خدا کا گھر ہے۔

احمدی مسلمان اس دن کے منتظر تھے۔ وہ نعروں سے مرزا مسرور احمد کا استقبال کر رہے ہیں۔ بچے گیت گا رہے ہیں اور ساتھ جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ خلیفۃ المسیح مسجد کی بیرونی دیوار پر نصب تختی سے پردہ ہٹا رہے ہیں۔ اس تختی پر 'مسجد بیت القادر' لکھا ہے۔ یعنی قادر مطلق کا گھر۔ اس کے بعد خلیفہ نماز کے لیے مسجد تشریف لے گئے۔ خلیفۃ المسیح کی موجودگی ہی اس مسجد کے افتتاح کی اہمیت واضح کر رہی تھی۔ حضرت مرزا مسرور احمد کو بہت خوشی ہوئی کہ مہمان جن کا تعلق سیاست، چرچ وغیرہ سے تھا ادھر تشریف لائے۔ انہوں نے کہا: آپ سب کا اس جگہ تشریف لانا، باوجود اس کے کہ آپ احمدی نہیں ہیں، آپ کی رواداری کو واضح کرتا ہے۔ احمدی ممبران کو انہوں نے اس طرف توجہ دلائی کہ پہلے سے بڑھ کر معاشرے کی ترقی میں حصہ لیں۔ خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں کہا: اگر آپ لوگ اس ترقی میں شامل نہ

باقی صفحہ 41 پر

مسجد بیت القادر کے لئے قربانی کرنے والے احباب وخواتین

نمبر	نام	قربانی (یورو)
1	مکرم ابرار احمد صاحب	875,00
2	مکرم اسرار احمد صاحب	210,00
3	مکرم افضل سرا صاحب	1065,00
4	مکرم بشارت احمد صاحب	4270,00
5	مکرم چوہدری زید صاحب	7330,00
6	مکرم حسیب قادر خان صاحب	655,00
7	مکرم خواجہ محمد صادق بٹ صاحب	500,00
8	مکرم داؤد احمد باجوہ صاحب	5475,00
9	مکرم داؤد احمد ڈوگر صاحب	1460,00
10	مکرم ذولقرنین ہنجرا صاحب	30,00
11	مکرم رانا ناصر احمد صاحب	1520,00
12	مکرم زاہد محمود صاحب	2251,00
13	مکرم سلطان احمد صاحب	630,00
14	مکرم سمیع اللہ خاں صاحب	3804,00
15	مکرم سید عقیل احمد صاحب	1985,00
16	مکرم طاہر سرا صاحب	2098,00
17	مکرم ظفر اللہ احمد صاحب	22085,00
18	مکرم عتیق احمد صاحب	1840,00
19	مکرم عرفان احمد باجوہ صاحب	2004,00
20	مکرم عطاء المنان بابر صاحب	1972,00
21	مکرم غلام سرور بٹ صاحب	100,00
22	مکرم فاروق احمد صاحب	1150,00
23	مکرم فخر احمد صاحب	1660,00
24	مکرم فضل احمد گجر صاحب	50,00
25	مکرم قاضی منیر احمد صاحب	252,00
26	مکرم لقمان احمد صاحب	1807,00
27	مکرم محمد احسن صاحب	1175,00
28	مکرم محمد احمد ساہی صاحب	100,00
29	مکرم محمد ارشد کُلا صاحب	6880,00
30	مکرم محمد اشرف صاحب	6438,00
31	مکرم مظفر احمد بٹ صاحب	500,00
32	مکرم مقبول احمد صاحب	1670,00
33	مکرم مقصود احمد بٹ صاحب	1994,00
34	مکرم ملک وسیم احمد صاحب	5955,00
35	مکرم منور احمد صاحب	400,00
36	مکرم میاں منور احمد صاحب	500,00
37	مکرم نصیر احمد بٹ صاحب	8386,00
38	مکرم وسیم احمد باجوہ صاحب	500,00
39	مکرم ڈاکٹر عاصم طارق صاحب	2000

مسجد بیت القادر فیشٹا کے لئے عطیات پیش کرنے والے احباب وخواتین

نمبر	نام	عطیات
1	مکرم افضل سرا صاحب	دو عدد بڑے ٹیلی ویژن
2	مکرم حسیب قادر خان صاحب	ایک عدد بڑی گھڑی
3	مکرم داؤد احمد باجوہ صاحب	ایک عدد بڑی گھڑی
4	لجنہ اماء اللہ فیشٹا	دفتر کے لئے اٹھارہ سو یورو مالیت کا فرنیچر اور 25 کُرسیاں
5	مکرم ظفر اللہ احمد صاحب	دس میز، بیس Bänke اور پندرہ کُرسیاں
6	مکرمہ نورین باجوہ صاحبہ	ایک عدد پروجیکٹر
7	مکرم سمیع اللہ خان صاحب	40 کُرسیاں
8	مکرم محمد احسن صاحب	20 کُرسیاں
9	مکرم محمد کاشف صاحب۔	مسجد کے داخلی راستے پر پہرہ کے لئے کمرہ کا آدھا خرچ ادا کیا۔
10	مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ	مسجد میں تزئین و آرائش کے لئے آٹھ سو یورو کے خوبصورت پتھر لگوائے۔
11	مکرمہ ثروت جہاں بٹ صاحبہ	
12	مکرم ثاقب انعام صاحب	مکمل کمپیوٹر سیٹ مع پرنٹر
13	مکرم شفقت محمود صاحب	دو عدد ٹینٹ
14	مکرم سید عقیل احمد صاحب	ڈِش انٹینا لگوایا

نمبر	نام	زیور
1	مکرمہ آسیہ احمد صاحبہ	4 عدد طلائی چوڑیاں
2	مکرمہ رُخسانہ مقبول صاحبہ	ایک طلائی انگوٹھی، ایک بریسلیٹ ایک بچے کی انگوٹھی
3	مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ	ایک عدد طلائی سیٹ
4	مکرمہ انور بیگم صاحبہ	بُندے اور چوڑی
5	مکرمہ بُشریٰ بٹ صاحبہ	ایک عدد طلائی سیٹ
6	مکرمہ ثمینہ مقبول صاحبہ	دو عدد طلائی سیٹ
7	مکرمہ شائستہ زید صاحبہ	ایک عدد طلائی سیٹ
8	مکرمہ عطیہ فاروق صاحبہ	بارہ عدد طلائی چوڑیاں

وقارِ عمل کی سعادت پانے والے احباب

مکرم احسن احمد صاحب، مکرم احسن اشرف صاحب، مکرم محمد ارشد کُلا صاحب، مکرم احسن بشارت صاحب، مکرم انیس احمد قاضی صاحب، مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم جلال محمود صاحب، مکرم حاشر احمد صاحب، مکرم حسیب قادر خاں صاحب، مکرم داؤد احمد باجوہ صاحب، مکرم داؤد احمد ڈوگر صاحب، مکرم ذوالقرنین ہنجرا صاحب، مکرم راشد محمود صاحب، مکرم رانا محمود احمد صاحب، مکرم رانا ناصر احمد صاحب، مکرم رغیب احمد صاحب، مکرم زاہد محمود صاحب، مکرم سلطان احمد صاحب، مکرم سمیع اللہ صاحب، مکرم سہیل ریاض احمد صاحب، مکرم سید حسان احمد صاحب، مکرم سید عقیل احمد صاحب، مکرم شفقت محمود صاحب، مکرم طلحہ احمد بٹ صاحب، مکرم ظفر اللہ احمد صاحب، مکرم عابد زید صاحب، مکرم عادل زید صاحب، مکرم عاقب محمود صاحب، مکرم عتیق احمد صاحب، مکرم عرفان احمد باجوہ صاحب، مکرم عطاء المنان بابر صاحب، مکرم فاروق احمد صاحب، مکرم فخر احمد صاحب، مکرم فضل احمد گجر صاحب، مکرم کامران اشرف صاحب، مکرم لقمان احمد صاحب، مکرم محمد احمد ساہی صاحب، مکرم محمد اشرف صاحب، مکرم مقبول احمد صاحب، مکرم مقصود احمد بٹ صاحب، مکرم ملک وسیم احمد صاحب، مکرم نصیر احمد بٹ صاحب، مکرم ولید احمد باجوہ صاحب

ادرک

خوش ذائقہ غذا مفید دواء

(مکرم نذیر احمد مظہر صاحب، ڈاکٹر آلٹرنیٹو میڈیسن۔ کینیڈا)

یہ ایک جڑ ہے جو زمین کے اندر ہوتی ہے۔ تروتازہ کو ادرک، خشک کو سونٹھ، عربی میں زنجبیل اور انگریزی میں جنجر Ginger کہتے ہیں۔ اس کی تاثیر گرم وخشک ہے۔

خواص

زنجبیل کے خواص کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات طیبات پیش کرتے ہیں آپؑ فرماتے ہیں:

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ علم طب کی رُو سے زنجبیل وہ دوا جس کو ہندی میں سونٹھ کہتے ہیں وہ حرارت عزیزی کو بہت قوت دیتی ہے اور دستوں کو بند کرتی ہے اور اس کا زنجبیل اسی واسطے نام رکھا گیا ہے کہ گویا کمزور کو ایسا قوی کرتی ہے اور ایسی گرمی پہنچاتی ہے جس سے وہ پہاڑوں پر چڑھ سکے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 85)

تفصیلی خواص

ادرک ہاضمہ کو طاقت دیتی ہے، ریاح کو خارج کرتی ہے، بھوک پیدا کرتی ہے، بلغم اور معدہ کی فاسد رطوبتوں کو خارج کرتی ہے نیز ان کی پیدائش کو روکتی ہے، اجابت وپیشاب کھلاتی ہے، معدے کو طاقت دے کر اس کی استعداد کار کو بڑھاتی ہے، جسم میں حرارت عزیزی پیدا کرتی ہے۔ ایسے لوگ جن کا جسم سرد رہتا اور بلڈ پریشر کم رہتا ہو، جسم میں ضعف ونقاہت کی شکایت رہتی ہو، اعصاب سست اور تھکے تھکے رہتے ہوں، ذہن وحافظہ کمزور ہو، طبیعت پژمردہ رہتی ہو تو ان سب علامات وعوارض کے ازالہ کے لئے یہ مفید ہے۔

استعمال کے مختلف طریقے

ادرک کسی بھی سالن میں ملا کر استعمال کی جاسکتی ہے۔ ادرک کو چھیل کر یا کوٹ کر گھی میں بھون کر ہلکا نمک مرچ ملا کر بطور سالن کے استعمال ہوسکتی ہے۔ نمک مرچ کی بجائے شہد یا چینی بھی ملائی جاسکتی ہے۔ جوسر (Juicer) کی مدد سے اس کا رس نکال کر تین گنا چینی ملا کر آگ پر قوام کر کے رکھ لیتے ہیں اور اسے دن میں کئی مرتبہ چاٹتے ہیں یہ چٹنی خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ سردی کے نزلہ، زکام، کھانسی، دمہ، گلے کی خرابی، آواز کی خرابی، جوڑوں کے درد اور دیگر امراض میں مفید ہے، ادرک کا جوس اور لیموں کا جوس ہم وزن ملا کر چاٹنے سے ہاضمہ قوی ہو جاتا ہے اور بھوک خوب لگتی ہے یہ طریق گرم مزاجوں کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ ادرک کو اچار ومربہ کی صورت میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، چھیل کر دھو کر باریک کاشیں کاٹ کا کھانا کھاتے وقت سالن میں ڈال کر استعمال کر سکتے ہیں، بعض لوگ چھوٹے ٹکڑے کر کے پانی کیساتھ نگل لیتے ہیں، بعض لوگ سبز الائچی، دارچین اور دیگر لوازمات ملا کر ادرک کا قہوہ تیار کر کے پیتے ہیں جو چائے، کافی کی بجائے، بہت مفید متبادل ہے۔ اس میں چائے کافی کے بر عکس فوائد ہی فوائد ہیں۔ ایسی سب صورتوں میں استعمال کم سے شروع کرنا چاہیے اور پھر مقدارِ خوراک بڑھا سکتے ہیں۔ بہرحال مقدار خوراک میں اعتدال برتنا چاہیے۔

ادرک کا اچار

ادرک کو اچھی طرح دھو کر صاف کر لیں اور مناسب ٹکڑے اور کاشیں کاٹ لیں ایک کلو کاشوں کے لیے درج ذیل اشیاء درکار ہوں گی۔

پسا ہوا نمک 120 گرام، پسی ہوئی میتھی 30 گرام، کلونجی 30 گرام، گودہ املی 30 گرام، پسی ہوئی سیاہ مرچ 30 گرام، پسی ہوئی سونف 30 گرام کاشوں میں نمک ڈال کر ان کو کسی صاف مرتبان میں رکھ لیں اور چار پانچ دن تک دھوپ میں رہنے دیں یہاں تک کہ کاشیں پیلی ہو جائیں اس کے بعد اوپر لکھے ہوئے اجزاء کو مرتبان میں تھوڑے سے سرسوں کے تیل (بہتر ہو گا کہ زیتون

کے تیل) کے ساتھ ملا کر ڈال دیا جائے اور ہلکے ہلکے ہلا دیا جائے اس کے بعد پھر اس مرتبان میں مزید سرسوں کا تیل ڈال دیا جائے تا کہ سب اجزاء تیل میں بخوبی ڈوب جائیں۔ ڈھکنا بند کرکے مرتبان کو دو تین دن دھوپ میں رہنے دیا جائے۔ اگر ادرک کے اچار میں ایک ساتھ لہسن کا اچار بھی تیار کرلیا جائے تو اس کی افادیت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

ادرک کا مربّہ

ادرک کو دھو کر صاف کریں اور چھلکا اتار لیں اور پانی میں جوش دیں۔ اس کے بعد تھوڑا سا نمک ملا کر خوب جوش دیں۔ جب نرم ہو جائے تو نکال لیں اور چینی کا قوام (چاشنی) بنا کر ملالیں۔ دوسرے روز اگر قوام پتلا ہو جائے تو مع ادرک قوام کو دوبارہ صحیح کرلیں مقدار خوراک دس گرام سے بیس گرام۔

اگر ادرک میسر نہ آسکے تو سونٹھ کو کسی برتن میں رکھ کر نمدار ریت میں دبائیں اور روزانہ پانی چھڑکتے رہیں۔ اکیس روز کے بعد نکال کر چھری یا چاقو کی مدد سے چھیل کر چھلکا اتار لیں اور مذکورہ طریق پر مربہ تیار کریں۔ مربہ ادرک گرم مزاجوں کے بھی موافق آجاتا ہے کیوں کہ اس میں گرمی کی تاثیر نسبتاً کم ہوتی ہے۔ مربہ کا شیرہ موسم گرما میں ٹھنڈے پانی میں ملا کر بطور خوش ذائقہ مشروب استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ادرک کا مقامی استعمال

روغن ادرک:

جُوسر کی مدد سے ادرک کا رس ½ لیٹر نکالیں اور تیل سرسوں خالص ¼ لیٹر میں ملا کر دیگچی میں ڈالیں اور آگ پر خوب پکائیں جب پانی جل جائے اور صرف تیل رہ جائے تو اتار لیں۔

فوائد

ریاحی درد، جوڑوں کا درد، جوڑوں کی سختی، فالج، لقوہ نیز بال چر میں اس کا مقامی استعمال بطور مالش مفید ہے۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل آن لائن 26 مئی 2021ء)

غزل

اس شہر کا حاکم بھی ھامان سا لگتا ہے
ہر گھر ہی یہاں پر اب زندان سا لگتا ہے

جس شخص نے اس گھر کو سینچا تھا، بنایا تھا
وہ شخص ہی اس گھر میں مہمان سا لگتا ہے

غم اس کی جدائی کا ، ہے بھولنا اب مشکل
کہنے کو تو یہ سب کچھ آسان سا لگتا ہے

نفرت پہ ہے اُکساتا ، دشمن ہے محبت کا
اس دور کا مُلا بھی شیطان سا لگتا ہے

کچھ حسن کا جادو ہے ، کچھ میری عقیدت ہے
ہر لفظ ترے لب کا قرآن سا لگتا ہے

پہلی ہی نظر میں جو دل میں تھا اُتر آیا
طاہر وہ مرے دل کے ارمان سا لگتا ہے

(طاہر مجید۔ Neu-Isenburg جرمنی)

کارکردگی شعبہ تحریکِ جدید جرمنی

مکرم حمید اللہ ظفر صاحب سیکرٹری تحریکِ جدید جرمنی اطلاع دیتے ہیں کہ محترم ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن اپنے خط بحوالہ WM 10376/ AO مؤرخہ 3 جون 2021ء میں تحریر کرتے ہیں:

”29 رمضان المبارک سے قبل تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے وعدہ کی سو فیصد ادائیگی کرنے والے مخلصین کی فہرست موصول ہوئی جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ فہرست ملاحظہ فرما کر دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مخلصین کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے، آمین۔“

معیاری ہومیوپیتھک ادویات

ہومیوپیتھک گولیاں، پلاسٹک کی شیشیاں، الکوحل/ پیتھنول مدر ٹینکچر اور ہومیوپیتھک کی ریسپٹ فرائی ادویات مارکیٹ سے مناسب قیمت پر ہم سے خرید سکتے ہیں۔ مشورہ واٹس ایپ (01749829017) پر پیغام کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ (رانا سعید احمد خاں)

بقیہ: مسجد بیت القادر تعمیر سے افتتاح تک از صفحہ 38

ہوں گے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ integrate نہیں ہوئے۔ اس ملک سے وفاداری آپ کے مذہب کا حصہ ہے۔ خلیفۃ المسیح نے مذاہب کے مابین محبت اور رواداری سے پیش آنے کی بھی نصیحت کی۔ انہوں نے کہا: ہر مذہب پیار اور محبت کی تعلیم لے کر آیا ہے لیکن انسانوں نے اس تعلیم کو بگاڑ دیا ہے۔ ہم نے پتھروں سے مسجد تو بنائی ہے لیکن ہمارے دل پتھروں کی طرح سخت نہیں ہونے چاہئیں۔

شہر کے ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus اور ایم پی اے Dr.Stephan Siemer کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر بھی اسی خبر کے ساتھ شائع ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دعا کروا رہے ہیں۔

ایک دوسرے اخبار Osnabrücker Zeitung نے اپنی 9 جون 2015ء کی اشاعت میں 'مسجد بیت القادر' کے افتتاح کی خبر دیتے ہوئے لکھا:

Niedersachsen میں ایک مسلم جماعت نے نئی مسجد کا افتتاح کیا۔ احمدیہ مسلم جماعت کی اس مسجد کے دو 9 میٹر بلند مینار اور ایک گنبد ہے۔ خوشی کے اس موقع پر جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ مرزا مسرور احمد صاحب بھی شامل ہوئے۔ جرمنی بھر میں اس جماعت کی 47 مساجد اور 37 ہزار ممبران ہیں۔ Niedersachsen کے صوبہ میں ان کی مساجد Hannover, Osnabrück, Stade اور Bremen میں موجود ہیں۔

احمدیہ مسلم جماعت اپنے آپ کو ایک اصلاحی تنظیم سمجھتی ہے۔ سنہ 1889ء میں اس جماعت کی ہندوستان میں بنیاد رکھی گئی۔ اس موقع پر Vechta شہر کے ڈپٹی میئر نے کہا کہ احترام، رواداری اور کشادگی سے پیش آنے سے تمام تعصبات دور کئے جاسکتے ہیں اور سب اسی طرح امن سے اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ (یہ اخبار Osnabrücker Zeitung روزانہ شائع ہونے والا اخبار ہے اور 1,59,510 کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔)

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2015ء)

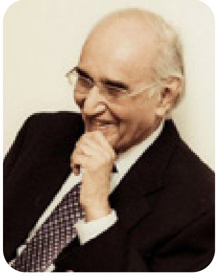

پڑیے گر بیمار

(مشتاق احمد یوسفی کی کتاب 'چراغ تلے' سے چند چٹکلے)

"سر دست مجھے ان خوش نصیب جواں مرگوں سے سروکار نہیں جو جینے کے قرینے اور مرنے کے آداب سے واقف ہیں۔ میرا تعلق تو اس مظلوم اکثریت سے ہے جس کو بقول شاعرؔ

جینے کی ادا یاد، نہ مرنے کی ادا یاد

چنانچہ اس وقت میں اس بے زبان طبقے کی ترجمانی کرنا چاہتا ہوں جو اس درمیانی کیفیت سے گزر رہا ہے جو موت اور زندگی دونوں سے زیادہ تکلیف دہ اور صبر آزما ہے، یعنی بیماری! میرا اشارہ اس طبقے کی طرف ہے جسے سب کچھ اللہ نے دے رکھا ہے صحت کے سوا۔

میں اس جسمانی تکلیف سے بالکل نہیں گھبراتا جو لازمۂ علالت ہے۔ اسپرین کی صرف ایک گولی یا مارفیا کا ایک انجکشن اس سے نجات دلانے کے لئے کافی ہے لیکن اس روحانی اذیت کا کوئی علاج نہیں جو عیادت کرنے والوں سے مسلسل پہنچتی رہتی ہے۔ ایک دائم المرض کی حیثیت سے جو اس دردِ لا دوا کی لذت سے آشنا ہے، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مارفیا کے انجکشن مریض کے بجائے مزاج پُرسی کرنے والوں کے لگائے جائیں تو مریض کو بہت جلد سکون آجائے"۔

"سنا ہے شائستہ آدمی کی یہ پہچان ہے کہ اگر آپ اس سے کہیں کہ مجھے فلاں بیماری ہے تو وہ کوئی آزمودہ دوا نہ بتائے۔ شائستگی کا یہ سخت معیار صحیح تسلیم کرلیا جائے تو ہمارے ملک میں سوائے ڈاکٹروں کے کوئی اللہ کا بندہ شائستہ کہلانے کا مستحق نہ نکلے۔ یقین نہ آئے تو جھوٹ موٹ کسی سے کہہ دیجیے کہ مجھے زکام ہوگیا ہے۔ پھر دیکھیے کیسے کیسے مجرب نسخے، خاندانی چٹکلے اور فقیری ٹوٹکے آپ کو بتائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات احباب اس بات سے بہت آزردہ ہوتے ہیں کہ میں ان کے مشوروں پر عمل نہیں کرتا۔ حالانکہ ان پر عمل پیرا نہ ہونے کا واحد سبب یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ میرا خون کسی عزیز دوست کی گردن پر ہو"۔

"سرفہرست ان مزاج پرسی کرنے والوں کے نام ہیں جو مرض تشخیص کرتے ہیں نہ دوا تجویز کرتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منکسر مزاج ہیں۔ دراصل ان کا تعلق اس مدرسہ فکر سے ہے جس کے نزدیک پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ یہ اس شکم آزار عقیدے کے مبلغ و موید ہیں کہ کھانا جتنا پھیکا سیٹھا ہوگا صحت کے لئے اتنا ہی مفید ہوگا"۔

"اس قبیل کے ہمدردانِ صحت دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک وہ غذا رسیدہ بزرگ جو کھانے سے علاج کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو علاج اور کھانے دونوں سے پرہیز تجویز فرماتے ہیں۔ مجھے اس پر قطعاً تعجب نہیں ہوتا کہ ہمارے ملک میں پڑھے لکھے لوگ خونی پیچش کا علاج گنڈے تعویذوں سے کرتے ہیں۔ غصہ اس بات پر آتا ہے کہ وہ واقعی اچھے ہو جاتے ہیں"۔

"کچھ ایسے عیادت کرنے والے بھی ہیں جن کے اندازِ پُرسش سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیماری ایک سنگین جرم ہے اور کسی آسمانی ہدایت کے بموجب اس کی تفتیش پر مامور کیے گئے ہیں۔ پچھلے سال جب انفلوئنزا کی وبا پھیلی اور میں بھی صاحبِ فراش ہوگیا تو ایک ہمسائے جو کبھی پھٹکتے بھی نہ تھے، کمرۂ علالت میں بہ نفسِ نفیس تشریف لائے اور خوب کرید کرید کر جرح کرتے رہے۔ بالآخر اپنا منہ میرے کان کے قریب کرکے رازدارانہ انداز میں کچھ ایسے نجی سوالات کیے جن کے پوچھنے کا حق میری ناچیز رائے میں بیوی اور منکر نکیر کے علاوہ کسی کو نہیں پہنچتا"۔

"آئیے، ایک اور مہربان سے آپ کو ملاؤں۔ ان کی تکنیک قدرے مختلف ہے۔ میری صورت دیکھتے ہی ایسے ہراساں ہوتے ہیں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کا معمول ہے کہ کمرے میں بغیر کھٹکھٹائے داخل ہوتے ہیں اور میرے سلام کا جواب دیے بغیر تیمارداروں کے پاس پنجوں کے بل جاتے ہیں۔ پھر کھسر پھسر ہوتی ہے۔ البتہ کبھی کبھی کوئی اچٹتا ہوا فقرہ مجھے بھی سنائی دے جاتا ہے۔ مثلاً؛

"صدقہ دیجیے، جمعرات کی رات بھاری ہوتی ہے"۔

"پانی حلق سے اتر جاتا ہے؟"۔ "آدمی پہچان لیتے ہیں؟"

یقین جانیے۔ یہ سن کر پانی سر سے گزر جاتا ہے اور میں تو رہا ایک طرف، خود تیماردار میری صورت نہیں پہچان سکتے۔ سرگوشیوں کے دوران ایک دو دفعہ میں نے خود دخل دے کر بقائمی ہوش و حواس عرض کرنا چاہا کہ میں بفضلِ تعالیٰ چاق و چوبند ہوں۔ صرف پیچیدہ دواؤں میں مبتلا ہوں۔ مگر وہ اس مسئلے کو قابلِ دست اندازیِ مریض نہیں سمجھتے اور اپنی شہادت کی انگلی ہونٹوں پر رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ میرے اعلانِ صحت اور ان کی پرزور تردید سے تیمارداروں کو میری دماغی صحت پر شبہ ہونے لگتا ہے۔ یوں بھی اگر بخار سو ڈگری سے اوپر ہو جائے تو میں ہذیان بکنے لگتا ہوں جسے بیگم، اقبالِ گناہ اور رشتے دار وصیت سمجھ کر ڈانٹتے ہیں اور بچے ڈانٹ سمجھ کر سہم جاتے ہیں۔ میں ابھی تک فیصلہ نہیں کرسکتا کہ یہ حضرت مزاج پرسی کرنے آتے ہیں یا پرسا دینے۔ ان کے جانے کے بعد میں واقعی محسوس کرتا ہوں کہ بس اب چل چلاؤ لگ رہا ہے۔ سانس لیتے ہوئے دھڑکا لگا رہتا ہے کہ روایتی ہچکی نہ آجائے۔ ذرا گرمی لگتی ہے تو خیال ہوتا ہے کہ شاید آخری پسینہ ہے اور طبیعت تھوڑی بحال ہوتی ہے تو ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھتا ہوں کہ کہیں سنبھالا نہ ہو"۔

قسط ہفتم

اپنی کہانی اپنی زبانی

ایک مخلص و باوفا مربی سلسلہ

مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب کی ایمان افروز باتیں

عہد خلافت رابعہ

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے چند روز بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں چار ڈیسک قائم فرمائے جن میں سے انگریزی ڈیسک کے لیے مکرم حبیب اللہ احمدی صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ، عربی ڈیسک کے لیے مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر مرحوم، انڈونیشین ڈیسک کے لیے مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری سابق مبلغ انڈونیشیا جبکہ خاکسار کو بنگلہ ڈیسک کا انچارج مقرر فرمایا۔حضورؒ کا ارشاد تھا کہ خطوط کے جوابات بھی بنگلہ میں لکھے جائیں جن پر حضورؒ خود دستخط فرمائیں گے۔ خاکسار صبح سے شام تک پورا وقت یہاں کام کرتا۔ بنگلہ زبان کے خطوط کے تراجم اور ان کے جوابات، باقی اوقات کے لیے میرے ذمہ مبلغین کی ڈاک اور بعض خاص قسم کی ڈاک کا خلاصہ بنانا تھا۔ روزانہ جو خطوط حضور کی خدمت میں آتے تھے ان سب کا خلاصہ اسی روز بنانا ضروری تھا اور جس روز وقت بچتا اُس روز انگریزی جوابات ڈرافٹ کر کے دفتر میں دینے ہوتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1984ء میں لندن تشریف لے گئے تو اس کے بعد کچھ عرصہ ہمارا کام جاری رہا اور 1986ء میں مجھے نظارت اصلاح و ارشاد واپس بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد میری تقرری بطور مربی جہلم شہر میں کی گئی۔ جہلم بہت خوبصورت علاقہ ہے۔ جو دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے۔ اس کے بعد پہاڑی علاقہ یعنی راولپنڈی کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہلم تشریف لائے تھے۔ جہلم شہر میں ہماری پرانی تاریخی مسجد معروف بزرگ صحابی حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کی طرف منسوب تھی۔ جہلم شہر کے قریب محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی چپ بورڈ فیکٹری واقع تھی۔ محترم میاں صاحب نے خاکسار کو فیکٹری دکھائی۔ بہت نیک طبع، ہنس مکھ، بزرگ اور خوش باش انسان تھے۔ محترم میاں صاحب کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کے بعض تبرکات تھے۔ انہوں نے مجھے اور میرے بیوی بچوں کو بھی یہ تبرکات دکھائے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ان میں پیتل کی وہ دیگچی بھی تھی جس پر ”محمود کی والدہ“ کے الفاظ کندہ تھے۔ اس دیگچی کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں ایک روز حضرت اماں جانؓ نے میٹھے چاول پکائے تھے۔ چاول تھوڑے تھے لیکن بعد میں حضرت نواب محمد علی خانؓ صاحب حضورؑ سے ملنے آئے تھے تو تھوڑے چاول کافی زیادہ ہوگئے تھے۔ بعد میں دیگر مہمانوں کو بھی اس میں سے کھانا باہر بھجوایا گیا تھا۔

اپریل 1987ء میں رمضان کے لئے مجھے اسلام آباد سے 25-30 میل دور پہاڑی علاقہ کے ایک گاؤں میں بھجوادیا گیا۔ مجھے جہاں بھجوایا گیا وہاں جنگل اور پہاڑی علاقہ تھا اور کشمیر سے آئے ہوئے کچھ احمدیوں پر مشتمل چھوٹی سی جماعت تھی۔ چند دنوں بعد جون میں میرا تبادلہ بنگلہ دیش ہوگیا اور میں ربوہ کی بے شمار یادوں کو لئے بنگلہ روانہ ہوگیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یادیں

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے چند روز بعد خاکسار ذاتی ملاقات پر حاضر ہوا تو حضورؒ نے فرمایا کہ آپ کی صحت اتنی خراب کیوں ہے؟ اس کے بعد ڈاک میں خاکسار کے کوائف برائے تجویز ہومیو دوا پیش ہوئے تو حضورؒ نے متعلقہ کارکن سے فرمایا کہ امداد الرحمٰن سے کہیں کہ وہ دودھ پیا کرے۔ اُس شریف آدمی نے کہہ دیا کہ وہ تو واقفِ زندگی ہے دودھ کے لئے خرچ کہاں سے کریں گے۔ یہ سن کر حضورؒ نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے فرمایا امداد الرحمٰن کے لئے دودھ کا انتظام کر دیں۔ چنانچہ حضورؒ کی گائیوں کے دودھ میں سے روزانہ ایک کلو دودھ ملتا رہا، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس کے علاوہ بھی چاول کے موسم میں بعض دفعہ حضورؒ چاول بھجوا دیتے تو بعض دفعہ اَور تحائف۔ 1991ء میں یوکے جلسہ سالانہ کے بعد جب خاکسار بنگلہ دیش واپس آنے لگا تو حضور انورؒ اور بیگم صاحبہ محترمہ کی طرف سے متعدد تحائف میرے اور میری بیوی کے لئے عطا ہوئے، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

ربوہ کی ایک مبارک یاد

میرے بنگلہ دیش تبادلہ سے چند ماہ قبل میرے بیوی بچے چند ماہ کے لئے حضور کی اجازت سے اپنے عزیزوں سے ملنے بنگلہ دیش گئے تھے۔ اس سے پہلے ہم سب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی حضرت نواب

امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ہم پیشگی اجازت لے کر آپؓ کی کوٹھی ’’دخت کرام‘‘ حاضر ہوئے۔ اس وقت میرے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ میری بیوی نے حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ سے درخواست کی کہ ایک گلاس پانی میں سے تھوڑا سا پی کر باقی پانی ہمیں دیں تا کہ بطور تبرک ہم سب پئیں۔ چنانچہ حضرت بیگم صاحبہؓ نے ایسا ہی کیا۔ باقی پانی ہم دونوں اور ہمارے بچوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے پیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ ہم نے نہیں پایا۔ لیکن آپؑ کی بیٹی سے ملاقات کی، پردہ میں رہ کر آپؓ نے مجھ سے بھی بات کی، میں نے دعا کی درخواست کی تو انہوں نے بھی مجھے دعا کرنے کا فرمایا۔ ہمیں یاد ہے کہ آپؓ نے ہمارے بچوں کو گیارہ روپے تحفہ کے طور پر عطا فرمائے تھے، الحمدللہ۔

بالآخر بہت ہی محبت کی جگہ مرکز احمدیت کو چھوڑ کر بنگلہ دیش کے لئے روانہ ہونے کا وقت قریب آ گیا اور یہ میری زندگی کا بہت تکلیف دہ واقعہ تھا۔ ربوہ سے کراچی اور وہاں سے 18 اگست 1987ء کو بخیریت ڈھاکہ پہنچ گیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد میرا تقرر احمد نگر میں ہوا جو بہت اچھی اور بڑی جماعت تھی۔ بعد ازاں میرا تبادلہ کُھلنا جماعت میں کر دیا گیا۔ کُھلنا ڈویژنل (divisional) شہر تھا۔ یہاں مربی ہاؤس بھی تھا چنانچہ 18 نومبر 1988ء کو خاکسار بیوی بچوں سمیت کُھلنا پہنچ گیا اور بہت جلد احباب جماعت کے ساتھ مل کر پورے زور سے کام شروع کر دیا، الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 10 جون 1988ء کو مباہلہ کا اعلان فرمایا تھا۔ ہمارے خدام نے نیشنل ہیڈ کوارٹر کی رہنمائی میں مباہلہ کا چیلنج کافی تعداد میں تقسیم کیا تھا لیکن علمائے کرام نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ جب لوگوں نے علماء کو تنگ کیا کہ قادیانیوں کے چیلنج کا جواب دیں تو ایک روز پتہ چلا کہ شہر کے علماء کرام کی Imam Parishad مجلس کے صدر مولوی صاحب نے سب سے بڑی مسجد میں جمعہ کے خطبہ میں ہمارے مباہلہ کے چیلنج کا ذکر کیا۔ چیلنج کا کچھ حصہ پڑھ کر بھی سنایا اور بہت ناراضگی کا اظہار کیا کہ قادیانیوں نے یہ چیلنج شائع کر کے بہت بڑی گستاخی کی ہے۔ ایک نمازی نے اٹھ کر کہا کہ مولانا صاحب! آپ ان کا چیلنج قبول کر لیں! خطیب صاحب نے ڈانٹ دیا اور کہا ’بیٹھ جاؤ! تمہیں پتہ ہے کیا کہہ رہے ہو!‘ اس واقعہ کے بعد مباہلہ والی شورش آہستہ آہستہ ختم ہوگئی۔ اور ہم جماعت کی صد سالہ جوبلی کی تیاری کرنے لگے۔

مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کُھلنا نے ایک رات بڑے موٹے حروف میں ایک پوسٹر (poster) شہر کی بہت سی دیواروں پر لگائے گئے کہ ’’امام مہدی ظاہر ہوگئے ہیں۔ معلومات کیلئے ہمارے Office میں آئیں‘‘۔ اس کے بعد روزانہ بعد از نماز ظہر وعصر بہت سے لوگ ہمارے مشن ہاؤس میں آنا شروع ہوگئے اور جو بھی آتا سوالات شروع کر دیتا۔ ہم لوگوں کو تبلیغ حق پہنچاتے اور لٹریچر تقسیم کرتے رہے۔

23 مارچ 1989ء کو جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی ہم نے اپنی توفیق اور حالات کے مطابق شاندار طریق پر منائی۔ تمام بڑی جماعتوں میں جلسے منعقد ہوئے جن کے لئے ڈھاکہ سے کارڈز پر دعوت نامہ چھپوائے گئے تھے۔ ہمارے ڈویژن کا مرکزی جلسہ 23 مارچ کو بعد دوپہر ہمارے مشن ہاؤس میں ہی ہوا، اس میں شہر کے بہت سے معززین اور زیر تبلیغ دوستوں کو آنے کی دعوت دی اور 60-70 غیر از جماعت آئے بھی۔ اس موقع پر میں نے تقریر کی پھر بعض دوستوں کو کچھ کہنے کے لیے بلایا۔ بعض مہمانوں نے بھی جماعت کے سو سال پورے ہونے پر مبارک باد دی۔ سب دوستوں کو جماعتی کتب کا سیٹ عمدہ پیکٹ کی صورت میں پیش کیا گیا۔ ہماری چھوٹی سی جماعت، تھوڑے سے احمدی۔ جہاں تک ممکن تھا سب نے بہت محنت کی۔ خاکسار نے اس موقع کیلئے ’’قرآن وحدیث کی رُو سے صداقت مسیح موعود علیہ السلام‘‘ کے عنوان پر ایک مضمون تیار کر کے مرکز کی اجازت سے کتابچہ کی شکل میں شائع کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہماری تمام کوششوں کو سراہا اور بہت دعائیں دیں۔

خاکسار ہمیشہ کام سے پہلے حضور کی خدمت میں دعا کیلئے لکھتا ہے۔ کام مکمل ہونے پر رپورٹ بھی بھجواتا رہا۔

میں کُھلنا کے ساتھ کے اضلاع میں دورے پر جاتا رہا اور بہت سی کامیابیاں حاصل ہوئیں مثلاً علاقہ کے ایک بڑے معروف مولوی شاہ عالم صاحب کُھلنا میں آئے۔ میرے ساتھ ملاقات ہوئی، ایک رات رہے۔ تفصیلی گفتگو کے بعد بیعت کرنے پر تیار ہو گئے۔ مَیں نے کہا کہ آج کتابیں لے جائیں، پڑھیں، غور کریں پھر بیعت کریں۔ موصوف نے کہا کہ مَیں تو مصروف رہتا ہوں۔ ایک مدرسہ میں پڑھاتا ہوں، ایک اَور مدرسہ کا نگران بھی ہوں۔ پتہ نہیں کہ دوبارہ کب آنے کا موقع ملے۔ آپ آج ہی بیعت لے لیں ورنہ اگر بیعت سے پہلے موت آ گئی تو آپ ذمہ دار ہوں گے۔ چنانچہ اُن کی بیعت لے لی گئی۔ 14 اگست 1989ء کو بیعت کر کے وہ واپس گاؤں تشریف لے گئے۔

مَیں نے جب اُنہیں ہوشیار کرنے کی کوشش کی کہ مخالفت ہوگی تو شاہ عالم صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ کو لے کر مَیں اپنے گاؤں جاؤں گا، آپ دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ موصوف بہت نڈر اور بہادر انسان، دیانت دار اور نافع الناس وجود تھے۔ سارے علاقہ میں کسی کو کوئی مشکل پیش آتی تو وہ موصوف کے پاس آجاتا کہ میرا مسئلہ حل کریں۔ حتیٰ کہ قومی اسمبلی کے انتخاب میں کھڑے ہونے والے بھی شاہ صاحب کے گھر آ کر ان سے تائید اور حمایت مانگتے۔ بہت دفعہ مجھے شاہ عالم صاحب کے گھر جانے کا موقع ملا، اُن کو ساتھ لے کر پہلے اُن کے گاؤں میں اور پھر بعد میں اردگرد کے گاؤں میں، گھر گھر جا کر تبلیغ کرنے کا موقعہ بھی ملا۔

1991ء کے آخر پر میرا تقرر چٹا گنگ شہر میں ہو جانے کی وجہ سے مَیں چٹا گنگ چلا گیا۔ لیکن ادھر شاہ عالم صاحب نے اپنی زمین جماعت کے نام رجسٹری کر دی اور اُس زمین پر ایک مسجد بھی بنا لی۔ انہوں نے مجھے اپنا بھائی بنا لیا تھا۔ غالباً 1996ء یا 1997ء میں مرکز کی ہدایت پر شاہ عالم صاحب کے گاؤں میں دو ہفتہ کے لئے دورہ پر

جانے کا موقع بھی ملتا تھا۔ اور بہت سے دیہات میں تبلیغی دورہ کیا۔ اُن دوروں کی وجہ سے دوسو سے زیادہ بیعتیں ہوئیں تھیں، فالحمدللہ۔ پھر خداتعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ 31 اکتوبر 2003ء 8رمضان المبارک، بروز جمعہ بعدازنماز عصر روزہ کی حالت میں پیارے بھائی شاہ عالم صاحب کو مخالفین نے مار مار کرشہید کر دیا۔ ان کے گھر پر کئی سوحملہ آوروں نے حملہ کر دیا۔شاہ عالم صاحب نے اُن کو بٹھاکرتسلی کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کی اورنرمی سے باتیں کرتے رہے لیکن حملہ آوروں کی نیت خراب تھی۔ اور اُنہوں نے شاہ عالم صاحب کی کوئی بات نہ سنی اور لاٹھی کے ساتھ مارنا شروع کیا۔ ایک نے اُن کے سر پر اتنی شدید ضرب لگائی کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ لاٹھی سے حملہ آوروں نے اتنا مارا کہ لہولہان ہوگئے۔ اُن کو ہسپتال لے جانے کی کوشش کی گئی لیکن مخالفین نے راستہ روکے رکھا۔ بعد میں جب انہیں ہسپتال لے جانے کی کوشش کی گئی تو بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے شاہ عالم صاحب راستہ میں ہی جامِ شہادت نوش فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دشمن کوظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

پیارے بھائی شاہ عالم صاحب کو ایک اور سعادت یہ ملی کہ وہ عہدِ خلافتِ خامسہ کے پہلے شہید تھے۔ آپ کے بارہ میں روزنامہ الفضل ربوہ کے شمارہ 27 جنوری 2004ء، صفحہ 5 پر خاکسار کا مضمون شائع شدہ ہے۔

مخالفت میں شدت

مولویوں نے ہمارے خلاف مختلف مقامات پر جلسے کرنے شروع کر دیے اور آخر میں 11 جنوری 1990ء کو ہمارے مشن ہاؤس سے قریباً ڈیڑھ میل دور ایک چوک Maila pota a جس کا نام بعد میں Shugandha ہوگیا، پر جلسہ شروع کیا، جلسہ کے بعد حسب اعلان مخالفین نے حملہ آور ہونا تھا لیکن جب آخر میں صدر جلسہ نے ہمارے خلاف تقریر تو کی مگر آخر میں کہا کہ ہمیں اتنازیادہ مشتعل نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں خوب معلوم ہے یہاں بہت ہی تھوڑے قادیانی ہیں۔ ہمیں ان کو ایک موقع دینا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمایااور ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعائیں تھیں جس کے نتیجہ میں انہیں حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

مسجد میں آگ لگانے کی کوشش

اس کے بعد کچھ مہینے مخالفین کی طرف سے خاموشی رہی۔ ہمارے ایک احمدی دوست ذکیر حسین صاحب نے مجھے بتایا کہ کُھلنا شہر کے سب سے بڑے مدرسہ ’مدرسہ عالیہ‘ کے طلباء نے منصوبہ بنایا ہے کہ یعنی اس خاکسار ’قادیانی مولوی‘ کو قتل کریں گے۔ مَیں نے اِس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اسی طرح مسجد پر حملہ کرنے کی سازشیں کی گئیں۔ لیکن خداتعالیٰ کے فضل سے مَیں ذرا بھی خوفزدہ نہ ہوا۔ اِس کے بعد 17رمضان المبارک بمطابق 03 اپریل 1991ء کی رات کو تقریباً 11 بجے مؤذن صاحب کا بیٹا نورالزمان بہت زور زور سے چلّانے لگا کہ آگ لگائی گئی ہے!!! جلدی دوڑ کر آؤ۔ ہم سب نیند سے بیدار ہوگئے اور جلدی سے مسجد کی طرف دوڑے۔ جب میں گھر سے نکلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہمارے گھر کی دیوار پر پٹرول (Petrol) چھڑک رہے ہیں۔ میری بیوی میرے پیچھے آ رہی تھی اس پر بھی کچھ پٹرول گرا۔ جب ہم مسجد کی طرف گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو گاڑیوں کے نیچے آگ جل رہی ہے۔ لیکن آگ تیز نہیں ہو رہی تھی بلکہ آہستہ آہستہ بجھ گئی۔ ڈرائیور قریب ہی رہتے تھے۔ وہ جلدی سے آئے اور گاڑیوں کو پیچھے کیا۔ اور محفوظ مقام پر لے گئے۔ تخریب کار دیوار پھاند کر اندر آئے تھے مگر شور سن کر جلد بھاگ گئے تھے۔ اسی رات دو تین نوجوانوں نے مسجد کے قریبی احمدی گھر کو بھی آگ لگانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اس رات ہم نے خدا کی ایسی تائید دیکھی کہ گویا خدا کو دیکھا اور حضور علیہ السلام کے اس الہام کو پورا ہوتے دیکھا کہ ”آگ سے ہمیں مت ڈراؤ، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے“

مسجد بیت الرحمٰن کُھلنا

یہ تو تھی رات کی باتیں، صبح ہمارے جنرل سیکرٹری شمس الرحمٰن صاحب نے دیکھا کہ ان کے صحن میں دو، تین چھوٹے چھوٹے بم پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد کے صحن میں بھی چند بم ملے۔ شریر غالباً بم پھینکتے رہے تا کہ دھما کہ ہو اور ہم زخمی ہوں۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک بم بھی گھاس اور نرم مٹی کی وجہ سے نہیں پھٹا اور ہم محفوظ رہے، الحمدللہ۔

اس واقعہ کے بعد فوری طور پر ہماری (Boundary Wall) کے اُوپر کانٹے دار تار لگانے کی ہدایت دی۔ چنانچہ جب تاریں لگوانے کی تیاری شروع ہوئی تو اُس تیاری کو دیکھ کر مخالفین نے بھانپ لیا کہ ایک دفعہ تار لگ جانے کے بعد دیوار پھلانگ کر ہمارے Compound کے اندر آنا اُن کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے اُس سے پہلے ہی حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ بظاہر بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی، چنانچہ ہم سب دعاؤں میں لگ گئے۔ خدا کا نشان دیکھئے! آپ کو کہانی محسوس ہوسکتی ہے مجھے تو لکھتے وقت بھی شدّت جذبات سے رونا آرہا ہے۔ اُس روز عشاء کے بعد ایسی تیز بارش شروع ہوئی جو ساری رات جاری رہی۔ جس سے ہمارے احاطہ کے باہر کا علاقہ پانی میں ڈوب گیا۔ اتنی بارش شاید ہم میں سے کسی نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ صبح دھوپ نکلی اور تار لگانے والے آگئے اور شام تک دیواروں پر کانٹے دار تاریں لگوائی جاچکی تھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

فارسی ڈیسک جرمنی

(سلطان احمد قمر۔ انچارج فارسی ڈیسک)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ تبلیغ جرمنی کے زیرِ انتظام مختلف زبانوں کے ڈیسک قائم ہیں۔ یہ ڈیسک جرمنی میں مقیم مختلف زبانیں بولنے والے افراد کو تبلیغ کرنے میں جماعتوں کی مدد کرتے ہیں۔ انہی میں سے ایک فارسی ڈیسک بھی ہے۔ اس ڈیسک میں ایسے داعیین الی اللہ موجود ہیں جو زیرِ تبلیغ افراد سے فارسی زبان میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق جرمنی میں ایران، افغانستان اور تاجکستان سے آئے ہوئے کم و بیش پانچ لاکھ افراد ایسے ہیں جو فارسی بولتے یا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تمام لوگ جرمنی کے مختلف شہروں میں آباد ہیں اور ہمسائے میں یا کام کی جگہ پر ضرور کوئی نہ کوئی فارسی بولنے والا مل جاتا ہے۔

ایرانی تہذیب اور عادات

تبلیغ کرتے ہوئے مخاطب کی تہذیب، تاریخ، سیاسی صورتِ حال یا رہن سہن کا علم بہت ضروری ہے، یہ مخاطب کی توجہ کھینچنے کا باعث ہوگا۔ مثلاً ایرانی لوگ تکلفات کے بہت عادی ہونے کے ساتھ ساتھ صفائی پسند ہیں۔ باہر کے جوتے پہن کر ہرگز گھر کے اندر نہیں آئیں گے۔ ایرانی لوگ چائے کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن چائے میں دودھ اور چینی نہیں ڈالتے۔ دَم کئے ہوئے قہوے کو ہی چائے کہا جاتا ہے اور چینی ساتھ رکھی جاتی ہے۔ کھانے میں چاول پسند کرتے ہیں۔ کھانا ہمیشہ مہمانوں کو پہلے ڈالنے دیا جاتا ہے اور اِس پر آپ کو اصرار سے کام لینا ہوگا۔ جب پہلی دفعہ کسی کے گھر جایا جائے تو کوئی تحفہ جیسے پھولوں کا گلدستہ یا مٹھائی وغیرہ ضرور ساتھ ہوتی ہے۔ ایران میں نئے سال کے آغاز کو نُوروز کہا جاتا ہے جو مارچ کی 21 یا 22 تاریخ کو ہوتا ہے اور اس تہوار کو بہت جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ ایران سے باہر اور یہاں جرمنی میں ایرانی اور افغانی بھی نُوروز کو بھرپور طریقے سے مناتے ہیں۔

مذہبی رجحان

ایران کی 90 فیصد سے زیادہ آبادی مسلمان ہے۔ ان میں سے اکثریت شیعہ اثناء عشری ہیں۔ شہری علاقوں میں بسنے والے ایرانی آزاد خیال اور مغربی تمدن سے متاثر نظر آتے ہیں جبکہ دیہاتی علاقوں میں رہنے والے قدامت پسند ہیں۔ اگرچہ حکومت اسلامی قوانین پر عملدرآمد کروانے میں سختی سے کام لیتی ہے تاہم عام طبقہ ان قوانین کے حق میں نہیں ہے اور ردِّعمل کے طور پر مذہب سے ہی بیزاری پیدا ہوگئی ہے۔

جرمنی میں ایرانی

جرمنی میں آنے والے ایرانیوں کی تعداد انہی لوگوں پر مشتمل ہے جو حکومت سے ناراض ہیں اور یہ لوگ عموماً اسلام سے ہی بیزار نظر آتے ہیں اور وہ مذہبی گفتگو سے دور ہی رہتے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد دنیاوی ترقی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ تاہم اگر حقیقی اسلام کی تصویر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے عظام کی بیان فرمودہ ہے ان لوگوں کے سامنے پیش کی جائے تو اُمید ہے اللہ تعالیٰ ان کو روشنی عطا فرمائے گا اور ان کے دل پلٹ دے گا۔

پناہ گزینوں کے علاوہ جرمنی میں ایسے ایرانیوں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو ایک لمبے عرصے سے یہاں آباد ہیں۔ چونکہ ان میں شرح خواندگی زیادہ ہے اس لئے زیادہ تر ایرانی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ ان میں آپ کو سیاستدان بھی ملیں گے۔ کاروباری حضرات اور انجینئرز اور ڈاکٹرز بھی ملیں گے۔ کاروباری اداروں میں اچھی ملازمت کرنے والے بھی ملیں گے۔ لیکن ان سب میں مذہب سے دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے۔ مغربی طرزِ زندگی کو اپنائے ہوئے نظر آئیں گے۔

ایرانیوں کو تبلیغ کیسے کریں

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے ایرانیوں کی اکثریت شیعہ ہے جو امام مہدی کے ظہور کے شدت سے منتظر ہیں۔ اور یہ لوگ امام مہدی کے متعلق تمام روایات اور پیشگوئیوں کو مانتے ہیں۔ فرق صرف شخصیت کی تعیین میں ہے۔ ان کے نزدیک امام مہدی شیعوں کے بارہویں امام ہیں جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں جن کے حق میں تمام نشانیاں اور پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ لہٰذا ان سے امام مہدی کے بارے میں بات کی جائے۔ ان پیشگوئیوں کے بارے میں بات کی جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں پوری ہوئیں۔ اسلام کی زبوں حالی کے متعلق بات کی جائے اور اس کے احیائے نو کے لئے جو خدمات حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفائے کرام نے اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ نے انجام دی ہیں ان کے بارے میں ان کو آگاہ کیا جائے۔ دجال کے فتنے کے متعلق بات کی جائے۔ شیعہ حضرات دجال والی حدیث کو مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ امام مہدی آکر دجال کے فتنے کا مقابلہ کریں گے۔

رابطہ

اگر آپ کے زیرِ تبلیغ کوئی ایرانی یا افغانی یا فارسی بولنے والے کوئی دوست ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ ان کی بات کسی فارسی بولنے والے کے ساتھ کروانی چاہئے تو آپ درج ذیل نمبروں پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام زیادہ سے زیادہ اقوام تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سلطانِ نصیر بنائے، آمین۔

شعبہ تبلیغ جرمنی: 015901837874

سلطان احمد قمر: 017647699507

ملک وسیم احمد: 01578929292

مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب شہید
کی
نماز جنازہ و تدفین

دنیا بھر کی بلند ترین چوٹیوں پر لوائے احمدیت لہرانے والے واحد احمدی کوہ پیما محترم عبدالوحید وڑائچ صاحب صدر جماعت Waldshut جن کی وفات 12 مئی کو ہوئی تھی، کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی اور اگلے روز فرانکفرٹ کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ ہر دو مواقع پر سینکڑوں اعزہ اقارب اور احباب جماعت نے شرکت کی۔

شہید مرحوم کی وفات 8400 میٹر کی بلندی پر ہوئی تھی۔ جہاں سے گائیڈز کے لئے میّت کو ساتھ لانا ممکن نہ تھا۔ تاہم اس کے فوراً بعد امدادی ٹیم نے میّت کو Base Camp تک لانے کی کوششیں شروع کر دیں جو ابتدائی طور پر انتہائی ناموافق موسمی حالات کے باعث کامیاب نہ ہوسکیں۔ آخری مہم کا آغاز 29 مئی 2021ء کو ہوا جب ہیلی کاپٹر کے ذریعہ امدادی ٹیم بلندی تک پہنچی جہاں سے وہ کئی مرتبہ کوشش کرنے کے بعد مؤرخہ 2 جون کو میّت تک پہنچے اور اسے واپس لائے۔ امدادی ٹیم کے مطابق پہلی مرتبہ کسی میّت کو اتنی بلندی سے نیچے لانے میں کامیابی ہوئی ہے۔ میّت کو پہلے نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو لایا گیا پھر جرمنی پہنچایا گیا۔ جرمنی پہنچنے کے بعد مؤرخہ 16 جون کو ناصر باغ (گروس گیراؤ) میں تین بجے سہ پہر شہید کی نماز جنازہ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے پڑھائی۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ اگلے روز مؤرخہ 17 جون 2021ء کو گیارہ بجے قبل دوپہر فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان Südfriedhof میں شہید عبدالوحید وڑائچ صاحب کو امانتاً سپرد خاک کیا گیا۔ اس سے قبل مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین مکمل ہونے پر مکرم امیر صاحب جرمنی نے دعا کرائی۔

شہید مرحوم کی نماز جنازہ غائب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 25 جون 2021ء کو نماز جمعہ کے بعد پڑھائی۔ اس سے قبل خطبہ جمعہ میں شہید وڑائچ صاحب کی صفات حسنہ کا تفصیل سے ذکر خیر فرمایا:

"پہلا ذکر ہے عبدالوحید وڑائچ صاحب کا، جو صدر جماعت تھے جماعت Waldshut جرمنی کے، سابق صدر خدام الاحمدیہ اور سابق نیشنل سیکرٹری تربیت سوئٹزرلینڈ بھی تھے۔ یہ 12 مئی کو ماؤنٹ ایورسٹ کو کامیابی کے ساتھ سر کرنے اور اس پر لوائے احمدیت لہرانے کے بعد نیچے اُترتے ہوئے طبیعت خراب ہونے پر 41 سال کی عمر میں وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد حضور انور نے شہید کے خاندانی کوائف اور آپ کے اعزہ و اقرباء نیز عہدیداران جماعت کے تأثرات بیان فرمائے اور آخر پر فرمایا:

میرے خیال میں یقیناً ایک نیک مقصد اور جذبہ کے ساتھ انہوں نے اسلام اور احمدیت اور خدا تعالیٰ کی توحید کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب بھی ہوئے اور اس مقصد کے سفر میں اللہ تعالیٰ کے حضور بھی حاضر ہوئے۔ انہوں نے یقیناً شہادت کا درجہ پایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کا درجہ عطا فرمائے، شہداء میں شمار فرمائے، آمین۔ 'اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو ان کی خوبیاں لوگوں نے بیان کی ہیں اور میں نے بھی دیکھی ہیں ان میں، وہ اس سے بہت بڑھ کر ان خوبیوں میں تھے۔ خلافت کے ہر حکم پر لبیک کہنے والے، صرف باتیں کرنے والے نہیں بلکہ وفا اور اخلاص میں بڑھے ہوئے تھے اور بڑھتے چلے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ ایسے لوگوں میں سے تھے جن کے جانے سے خلاء پیدا ہوجاتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی وحدانیت کا جھنڈا ہر اونچی جگہ پر گاڑنا اُن کا مقصد تھا جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، آمین'۔

اس سے قبل مؤرخہ 21 جون کو مجلس عاملہ سوئٹزرلینڈ کے ساتھ ملاقات میں مرحوم کے والد، مکرم خادم حسین وڑائچ صاحب کے ساتھ اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے فرمایا: "بڑا افسوس ہوا آپ کے بیٹے کی وفات کا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے درجات بلند کرے۔ اور ان شاء اللہ کسی وقت اُس کا جنازہ بھی پڑھا دوں گا۔ بہرحال وہ ایک مقصد کے لئے گیا تھا اور مقصد کو پورا کرتا رہا ہمیشہ، اس لحاظ سے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ شہادت ہی ہے اُس کی۔ کیونکہ ایک نیک مقصد تھا اُس کا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو اِس کا اجر دے۔ جہاں اپنے لحاظ سے جو اُس نے سوچا اور وہاں اسلام کا پیغام، احمدیت کا پیغام پہنچایا اور جھنڈا بھی گاڑا۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ اذان بھی دے دیتے ہوں گے اس جگہ پہ۔ یا کم از کم نماز ہی پڑھ کے تو اس جگہ کو اللہ کا پیغام پہنچا ہی دیتے ہیں ناں۔ چوٹیوں پہ، بلندیوں پہ۔ بہرحال ایک بامقصد زندگی تھی اُن کی۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اُنہوں نے اپنی جان قربان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزاء دے، آمین"۔

(انگریزی سے ترجمہ: https://www.pressahmadiyya.com/)

محترمہ نسیمہ بیگم صاحب

ہماری والدہ محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر احتشام الحق صاحب مرحوم واقفِ زندگی و سابق امیر جماعت احمدیہ محمد آباد سندھ 3 مئی 2021ء کو بعمر 87 سال کینیڈا میں وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ 6 مئی کو بیت الحمد مسس ساگا میں مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور اسی دن بریمٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی۔

آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ محترم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ جرمنی کی خوش دامن تھیں۔

آپ کے ایک نواسے مکرم زاہد احمد عابد صاحب کیلگری میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جبکہ بڑے نواسے مکرم طارق محمود صاحب ایک لمبے عرصہ سے نیشنل سیکرٹری مال جرمنی ہیں۔

(نذیر الحق جماعت Langenselbold، احسان الحق جماعت Würzburg ایڈیشنل سیکرٹری مال جرمنی)

محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی نانی جان اور مکرم ناصر احمد بہادر شیر صاحب مرحوم سابق افسر حفاظت خاص کی اہلیہ، محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری مظہر الحق خاں صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ مؤرخہ 14 جون 2021ء کو Koblenz جرمنی میں، قریباً 95 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ 2003ء سے اپنی بیٹی اور داماد مکرم مبارک احمد خاں صاحب کے پاس Koblenz میں مقیم تھیں۔

مرحومہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام خطبات اور تقاریر باقاعدگی سے سنتیں اور خلیفۃ المسیح کی نصائح پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتیں۔ خاندان کے دیگر افراد کو بھی خلافت سے وفا اور محبت کی تلقین کرتیں۔ ہمارے دلوں میں خلافت کے لئے محبت کو اُجاگر کرنے کے لئے اپنی زندگی کے مشکل حالات اور مسائل کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی اظہار کرتیں کہ میری تمام مشکلات

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

خلیفۃ المسیح کی دعاؤں سے دور ہوئیں۔ ہمیں بھی خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرنے کی نصیحت کرتیں۔

آپ کو خلافت ثالثہ میں حضورؒ کی خدمت کرنے کی بھی توفیق ملی۔ گھر سے پتھر کی چکی پر خود آٹا پیس کر روٹی بنانے اور دیگر کھانے بنا کر حضورؒ کی خدمت میں بھجوانے کی توفیق ملی۔

نانی جان فرض نمازوں کے علاوہ تہجد کی ادائیگی اور تلاوت قرآن کریم میں بھی باقاعدہ تھیں۔ جب خاکسار جامعہ مکمل کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر پاکستان گیا تب خاکسار نے مکرم و محترم حمید اللہ چودھری صاحب مرحوم سے اپنا تعارف کروایا۔ جب خاکسار نے اپنے نانا جان مکرم ناصر احمد بہادر شیر صاحب مرحوم کا ذکر کیا تب مکرم و محترم حمید اللہ چودھری صاحب مرحوم نے خاکسار کی نانی جان کے بارہ میں پوچھا اور فرمایا کہ آپ کی نانی جان بہت رعب والی ہیں۔ مرحومہ نے بیوگی کے 38 سال بہت ہی صبر اور شکر میں گزارے۔ نانی جان اکثر کہا کرتی تھیں کہ میرے پاس پیسے بہت کم تھے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اور خلیفہ وقت کی دعاؤں سے ان پیسوں میں بہت برکت پڑی۔

آپ نے دو بیٹے مکرم محمود احمد صاحب مربی سلسلہ و امیر جماعت فجی، رانا طاہر احمد خاں صاحب کارکن جامعہ احمدیہ U.K کے علاوہ 5 بیٹیاں یادگار چھوڑیں ہیں۔ مرحومہ اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کرتی تھیں کہ ان کے بیٹے کے علاوہ پوتا ماہر احمد صاحب (طالب علم جامعہ احمدیہ کینیڈا) اور نواسہ (خاکسار) واقفین زندگی ہیں۔

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25 جون 2021ء کو مرحومہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر فرمایا اور ان الفاظ میں دعاؤں سے نوازا۔

”مربی صاحب (یعنی مرحومہ کے بیٹے مکرم محمود احمد صاحب) ان کے جنازہ میں میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے جیسا کہ بتایا فجی میں مشنری انچارج و امیر ہیں، شریک نہیں ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی صبر اور سکون عطا فرمائے اور ان کی باقی اولاد کو بھی صبر عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، آمین۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مؤرخہ 21 جون کو بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(بسالت احمد، مربی سلسلہ شعبہ اعتماد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

مکرم چودھری نیامت علی صاحب

خاکسار کے ابّا جان مکرم چودھری نیامت علی صاحب 17 دسمبر 2020ء کو ربوہ میں اندازاً بعمر 112 سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ بھارت میں پیدا ہوئے اور 1947ء میں ہجرت کرکے پاکستان میں 241/HL ضلع بہاولنگر تحصیل فورٹ عباس میں مقیم ہوگئے۔

2015ء میں ربوہ منتقل ہوگئے اور تادَم حیات ربوہ میں ہی رہے۔ مرحوم دعاگو، پرہیزگار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ عمر کے آخر وقت تک نماز کھڑے ہوکر ادا کیا کرتے تھے۔ آپ نے آخری عمر میں قرآن مجید پڑھا۔

آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

(بشیر احمد۔ جماعت Nidda)

مکرم قدیر احمد صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم قدیر احمد صاحب ابن مکرم طفیل احمد صاحب راجپوت مؤرخہ 10 جنوری 2021ء کو بعمر 50 سال جرمنی کے شہر Düsseldorf میں حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم 1994ء میں جرمنی آئے تھے۔ مرحوم نے اہلیہ اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ نماز جنازہ و تدفین Düsseldorf کے قبرستان میں ہوئی۔

(منور احمد۔ جماعت Büttelborn)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

مسجد بیت القادر Vechta

پائپ لائن بچھانے کے لئے وقارِ عمل کا منظر

مسجد بیت القادر کے گنبد کی تیاری کا مرحلہ

مسجد بیت القادر کی تزئین کا ایک منظر

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 22 | ISSUE 07 | July 2021

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir